# التماس ضروری

بغرض تعمیل ارشاد حضرت اقدس ؑ

اُس تاکید مجسم ارشاد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جسمین اس رسالہ کو اجرائی و تشییع کے اصل اغراض و مقاصد ظاہر کر کے اسلام کو حملہ مخالفین کے مہلک حملوں کی باد صرصر سے بچانے اور اسکے قالب مردہ مین روح حیات ڈالنے اور اہل اسلام مین دوبارہ روحانیت پیدا کرنے اور عوام الناس کو ضلالت اور جہالت کے خطرناک گڑھے مین گرنے اور مخالفین کی دام تزویر سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا تھا۔ اسکے قیام و استحکام کے بارہ مین اعانت اشاعت رسالہ کی تحریک کیغرض سے اب بار بار لمبے چوڑے الفاظ مین کچھ زیادہ قلم فرسائی کرتے رہنا ہمارے نزدیک غیر ضروری اور محض تحصیل حاصل ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے اس ارشاد مین جسقدر تاکید فرمائی ہے اور حد سے بڑھے ہوئے پرزور الفاظ مین اپنے پُرجوش مخلصین کو اسکی خریداری کیجانب ملتفت کرنا چاہا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی پرہیبت اور پرشوکت تاکیدی الفاظ نہین ملسکتے جو اپنی جماعت کے بیدار کرنیکیلیے معرض تحریر مین لائے جاوین۔ کیا اپنی جماعت کے مخلص و پرجوش باہمت احباب کے لیے حضرت اقدس کیجانب سے یہ کچھ کم تاکیدی الفاظ تھے کہ "مین پورے زور کیساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردونکو اسطرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد مین جہانتک انسے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاوین۔ جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی مین میری منشاء کے مطابق میری اغراض مین مدد دیگا مین امید رکھتا ہون کہ وہ قیامت مین بھی میرے ساتھ ہوگا" حضرت اقدس نے صرف انہی الفاظ پر ہی اکتفا نہین کی بلکہ امر رسالہ کی خریداری و مالی اعانت کیواسطے مکرر الفاظ ذیل مین تاکید فرمائی ہے کہ "تمہین معلوم نہین کہ اسوقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید مین جوش مین ہے واقعی وہی شخص اس جماعت مین داخل سمجھا جاویگا کہ جو اپنے عزیز مال کو اس راہ مین خرچ کریگا۔ مین بار بار کہتا ہون کہ خدا کے لیے تم اس مین جان توڑ کوشش کرو" اپنی جماعت کو اس رسالہ کی اعانت کیلیے سخت تاکید فرماتے ہوئے اس ارشاد کی آخری سطور مین ظاہر فرمایا ہے کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہکر اس بارہ مین کوشش کرین تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کی لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اگرچہ حضرت اقدس کے اس تاکیدی ارشاد کے نکلنے پر ابتدائی تازہ جوش مین اپنی جماعت کے ہر طبقہ کے احباب نے حسب استطاعت اسکی مالی امداد اور اشاعت مین حتی الوسع بہت کچھ سعی فرمائی اور اپنے اخلاص مندی و ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ دکھلایا اور اسی کوشش کا ثمرہ ہے کہ تعداد خریداری نوسو سے پچیس سو تک یعنے سہ چند کے قریب ہو گئی ہے مگر کچھ عرصہ سے اپنے

۱۹۲۱۷ ق
۱۴۷

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

# ریویو آف ریلیجنز

یعنی

Digitized by Khilafat Library

# دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۳ بابتہ ماہ ستمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۹

## فہرست مضامین

لکچر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام — اسلام اور اس ملک کے دیگر مذاہب کا مقابلہ ۲۸۹ - ۳۱۰
حصہ دوم تقریر درباره دعویٰ مسیح موعود ۳۱۰ - ۳۲۸

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا۔ چندہ سالانہ اردو پرچہ عہ/

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب

پر

## حضرت مجدد الوقت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر*

---

اوّل مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے ایسی پُر امن گورنمنٹ کے سایہ مین ہمین جگہ دی ہے جو ہمین اپنی مذہبی اشاعت سے نہین روکتی اور اپنے عدل اور دادگستری سے ہر ایک کانٹا ہماری راہ سے دور کرتی ہے سو ہم خدا کے شکر کے ساتھ اس گورنمنٹ کا بھی شکر کرتے ہین۔

بعد اسکے اے معزز سامعین اسوقت مین اُن مذہبون کی نسبت جو اس ملک مین پائے جاتے ہین کچھ بیان کرنا چاہتا ہون اور جہانتک مجھے طاقت ہے مین تہذیب کی رعایت سے بات کرونگا تاہم مین جانتا ہون کہ طبعاً بعض انسانون کو اُن سچائیون کا سُننا ناگوار معلوم ہوتا ہے جو انکے عقیدہ اور مذہب کے مخالف ہون سو یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کہ اس فطرتی نفرت کو دور کرسکون بہرحال مین سچائی کے بیان مین بھی ہر ایک صاحب سے معافی چاہتا ہون۔

اے معزز صاحبان مجھے بہت سے غور کے بعد اور نیز خدا کی متواتر وحی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ اس ملک مین مختلف فرقے بکثرت پائے جاتے ہین اور مذہبی اختلافات ایک سیلاب کیطرح حرکت کررہے ہین تاہم وہ امر جو اس کثرتِ اختلافات کا موجب ہے وہ درحقیقت ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اکثر انسانون کی اندر سے قوت روحانیت اور خداترسی کی کم ہوگئی ہے اور وہ آسمانی نور جسکے ذریعہ سے انسان حق اور باطل مین فرق کرسکتا ہے وہ قریباً بہت سے دلون مین سے جاتا

---

* یہ لیکچر ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہر مذہب و ملّت و ہر طبقہ کے مجمع کثیر مین بمقام لاہور ایک عظیم الشان جلسہ مین پڑھا گیا بحوالہ اخبار عام و پنجہ فولاد وغیرہ کے حاضرین جلسہ کی تعداد دس بارہ ہزار سے بھی بڑھکر تھی۔ حدود جلسہ سے باہر کی استادہ ناظرین مخلوق اس تخمینہ کی علاوہ تھی۔

رہا ہے اور دُنیا ایک دہریّت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے یعنے زبانون پر تو خدا اور پرمیشر ہے اور دلون مین ناستک مت کے خیالات بڑھتے جاتے ہین اس بات پر یہ امر گواہ ہے کہ عملی حالتین جیسا کہ چاہیئے درست نہین ہین۔ سب کچھ زبان سے کہا جاتا ہے مگر عمل کے رنگ مین دکھلایا نہین جاتا۔ اگر کوئی پوشیدہ راستباز ہے تو مین اس پر کوئی حملہ نہین کرتا مگر عام حالتین جو ثابت ہو رہی ہین وہ یہی ہین کہ جس غرض کے لئے مذہب کو انسان کے لازم حال کیا گیا ہے وہ غرض مفقود ہے دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالے کی سچی محبت اور اس کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقوے اور طہارت اور راستی جو ایک روح مذہب کی ہے اس کیطرف اکثر انسانون کو توجہ نہین۔ مقام افسوس ہے کہ دنیا مین مذہبی رنگ مین تو جنگ وجدل روز بروز بڑھتے جاتے ہین مگر روحانیت کم ہوتی جاتی ہے۔ مذہب کی اصلی غرض اس سچے خدا کا پہچاننا ہے جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اس کی محبت مین اس مقام تک پہونچنا ہے جو غیر کی محبت کو جلا دیتا ہے اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے۔ اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے لیکن مین دیکھتا ہون کہ یہ غرض اس زمانہ مین بالائے طاق ہے اور اکثر لوگ دہریہ مذہب کی کسی شاخ کو اپنے ہاتھ مین لئے بیٹھے ہین اور خدا تعالے کی شناخت بہت کم ہو گئی ہے اسی وجہ سے زمین پر دن بدن گناہ کرنے کی دلیری بڑھتی جاتی ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ جس چیز کی شناخت نہ ہو نہ اس کا قدر دل مین ہوتا ہے اور نہ اسکی محبت ہوتی ہے اور نہ اسکا خوف ہوتا ہے تمام اقسام خوف اور محبت اور قدر دانی کے شناخت کے بعد پیدا ہوتی ہین۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آج کل دنیا مین گناہ کی کثرت بوجہ کمی معرفت ہی اور سچے مذہب کی نشانیون مین سے یہ ایک عظیم الشان نشانی ہے کہ خدا تعالے کی معرفت اور اسکے پہچان کے وسایل بہت سے اس مین موجود ہون تا انسان گناہ سے رُک سکے اور تا وہ خدا تعالے کے حسن وجمال پر اطلاع پاکر کامل محبت اور عشق کا حصہ لیوے اور تا وہ قطع تعلق کی حالت کو جہنم سے زیادہ سمجھے۔ یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا تعالی کی محبت مین محو ہو جانا انسان کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحت حقیقی ہے جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کر سکتے ہین۔ تمام خواہشین جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہین دوزخ کی آگ ہین اور ان خواہشون کی پیروی مین عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے مگر اس جگہ سوال یہ ہی کہ اس جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو۔ اسکے جواب مین جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتشی خانہ سے نجات الہی معرفت ہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ نفسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہین وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنیکے

لئے بڑے زور سے بہ رہا ہے اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک کامل معرفت کی ضرورت ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہے کے ساتھ ہی توڑ سکتے ہین یہ امر زیادہ دلایل کا محتاج نہین کہ قدردانی اور محبت اور خوف یہ سب امور معرفت یعنے پہچاننے سے ہی پیدا ہوتے ہین اگر ایک بچہ کے ہاتھ مین مثلاً ایک ایسا ٹکڑا ہیرے کا دیا جائے جسکی کئی کروڑ روپیہ قیمت ہو سکتی ہے تو وہ صرف اس کی اسی حد تک قدر کریگا جیسا کہ ایک کھلونے کی قدر کرتا ہے اور اگر ایک شخص کو اس کی لاعلمی کی حالت مین شہد مین زہر ملا کر دیا جائے تو وہ اسے شوق سے کھائیگا اور یہ نہین سمجھے گا کہ اس مین میری موت ہے کیونکہ اسکو ایسے شہد کی معرفت نہین لیکن تم دانستہ ایک سانپ کے سوراخ مین ہاتھ ڈال نہین سکتے کیونکہ تمہین معلوم ہے کہ ایسے کام سے مرنے کا اندیشہ ہے ایسا ہی تم ایک ہلاہل زہر کو دیدہ ودانستہ کھا نہین سکتے کیونکہ تمہین یہ معرفت حاصل ہے کہ اس زہر کے کھانے سے تم مر جاؤگے۔ پھر کیا سبب ہے کہ اس موت کی تم کچھ بھی پروا نہین کرتے کہ جو خدا کے حکمون کے توڑنے سے تم پر وارد ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اسکا یہی سبب ہے کہ اس جگہ تمہین ایسی معرفت بھی حاصل نہین جیسا کہ تمہین سانپ اور زہر کی معرفت حاصل ہے یعنے ان چیزون کی پہچان ہے یہ بالکل یقینی ہے اور کوئی منطق اس حکم کو توڑ نہین سکتی کہ معرفت تامہ انسان کو ان تمام کامون سے روکتی ہے جن مین انسان کے جان یا مال کا نقصان ہو اور ایسے رکنے مین انسان کسی کفارہ کا محتاج نہین۔ کیا یہ سچ نہین کہ بدمعاش لوگ بھی جو جرائم کے عادی ہوتے ہین ہزارون ایسے نفسانی جذبات سے دست کش ہو جاتے ہین جن مین وہ یقیناً جانتے ہین کہ دست بدست پکڑے جائینگے اور سخت سزائین دیجائینگی اور تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ روز روشن مین ایسے دکانون کے لوٹنے کے لیئے حملہ نہین کر سکتے جن مین ہزارہا روپے کھلے پڑے ہین اور انکے رستہ پر بیسیون پولیس کے سپاہی ہتھیارونکے ساتھ دورہ کر رہے ہین پس کیا وہ لوگ چوری یا استحصال بالجبر سے اسلیئے رکتے ہین کہ کسی کفارہ پر ان کو پختہ ایمان ہے یا کسی صلیبی عقیدہ کا انکے دلون پر رعب ہے۔ نہین بلکہ محض اسلیئے کہ وہ پولیس کی کالی کالی وردیون کو پہچانتے ہین اور انکی تلوارون کی چمک سے انکے دلون پر لرزہ پڑتا ہے اور انکو اس بات کی معرفت تامہ حاصل ہے کہ وہ دست درازی سے ماخوذ ہوکر معاً جیلخانہ مین بھیجے جائینگے اور اس اصول پر صرف انسان ہی نہین بلکہ حیوانات بھی پابند ہین۔ ایک حملہ کرنے والا شیر جلتی ہوئی آگ مین اپنے تئین نہین ڈال سکتا گو کہ اسکے دوسری طرف ایک شکار بھی موجود ہو اور ایک بھیڑیا ایسی بکری پر حملہ نہین کر سکتا جسکے سرپر مالک اسکا معہ ایک بھری ہوئی بندوق اور کھچی ہوئی

تلوار کے کھڑا ہے۔ پس اے پیارو! یہ نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے معرفت تامہ کا محتاج ہے نہ کسی کفارہ کا۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر نوحؑ کی قوم کو وہ معرفت تامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی ہے تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی اور اگر لوطؑ کی قوم کو وہ پہچان بخشی جاتی تو اُنپر پتھر نہ برستے۔ اور اگر اس ملک کو ذات الٰہی کی وہ شناخت عطا کیجاتی جو بدن پر خوف سے لرزہ ڈالتی ہے تو اُس پر طاعون سے وہ تباہی نہ آتی جو آگئی۔ مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ پہنچا نہین سکتی۔ اور نہ اسکا نتیجہ جو خوف اور محبت ہے کامل ہو سکتا ہے۔ ایمان جو کامل نہین وہ بے سود ہے اور محبت جو کامل نہین وہ بے سود ہے اور خوف جو کامل نہین وہ بے سود ہے اور معرفت جو کامل نہین وہ بے سود ہے۔ اور ہر ایک غذا اور شربت جو کامل نہین وہ بے سود ہے۔ کیا تم بھوک کی حالت مین صرف ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ پس اے سست ہمتو! اور طلب حق مین کاہلو! تم تھوڑی معرفت سے اور تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کیونکر خدا کے بڑے فضل کے امیدوار ہو سکتے ہو۔ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پُر کر دینا اسی قادر و توانا کا فعل ہے اور اپنی عظمت کا خوف کسی دل مین قائم کرنا اُسی جناب کے ارادہ سے وابستہ ہے اور قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے۔ پس جسکو معرفت کاملہ دیگئی اُسکو خوف اور محبت بھی کامل دیگئی اور جسکو خوف اور محبت کامل دیگئی اسکو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دیگئی۔ پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہین اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمین ضرورت ہے بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہین جو اپنے نفس کی قربانی ہے جسکی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظون مین نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہین ذبح ہونیکے لئے گردن آگے رکھ دینا یعنی کامل رضا کے ساتھ............ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے ذبح ہونیکے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھدینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے پس اسلام کا لفظ اسی بات کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کیطرف خدا تعالےٰ قرآن شریف مین اشارہ فرماتا ہے۔ لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوٰے منکم۔ یعنی تمہاری (قربانیون) کے نہ تو گوشت مجھ تک پہنچ سکتے ہین اور نہ خون بلکہ صرف یہ

قربانی میرے تک پہونچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقوے اختیار کرو ✣
اب جاننا چاہئے کہ مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ جو حقیقت لفظ اسلام مین مخفی ہے اُس تک پہونچایا جائے اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف مین ایسی تعلیمین ہین کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہین۔ کہین اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہین اور کہین اسکے احسانون کو یاد دلاتی ہین کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل مین بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیون کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس مین نقص نہین۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتون کا اور مبدا ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضونکا اور مالک ہے تمام جزا سزا کا۔ اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہین کہہ سکتے کہ اسکے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ سب چیزون سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ مگر نہین کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اسکے ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اسکے ساتھ قائم ہے۔ اس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہین جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہین جو اسکے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اسکے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہین کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتوہ ہے۔ وہ تمام عالمون کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہین جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہین۔ جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو اور اس کی رحمتین دو قسم کی ہین (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہین۔ جیساکہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا اور تمام ذرات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزون کی ہمین ضرورت تھی وہ تمام چیزین ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کی گئین اور یہ سب اسوقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے نہ ہمارا کوئی عمل تھا کون کہہ سکتا ہے کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شُدھ کرم کے سبب سے بنائی گئی۔ غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اسکے عملون سے پہلے ظاہر ہو چکی

ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں (۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے
اور اس کی تصریح کی کچھ ضرورت نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے کہ خدا کی ذات
ہر ایک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے مبرّا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان
بھی اس کی تعلیم کی پیروی کر کے عیبوں سے پاک ہو اور وہ فرماتا ہے من کان فی
ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ یعنے جو شخص اس دنیا میں اندھا رہیگا اور اس ذات
بیچون کا اس کو دیدار نہیں ہوگا وہ مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہوگا اور تاریکی اُس سے
جدا نہیں ہوگی کیونکہ خدا کے دیکھنے کے لئے اسی دنیا میں حواس ملتے ہیں اور جو شخص
ان حواس کو دنیا سے ساتھ نہیں لے جائیگا وہ آخرت میں بھی خدا کو دیکھ نہیں سکیگا
اس آیت میں خدا تعالےٰ نے صاف سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس ترقی کا طالب
ہے اور انسان اس کی تعلیم کی پیروی سے کہانتک پہنچ سکتا ہے پھر اسکے بعد وہ قرآن شریف
میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جسکے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اسی دنیا میں
دیدار الٰہی میسر آسکتا ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے من کان یرجوا لقاء ربہٖ فلیعمل عملاً
صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہٖ احدا یعنے جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اُس
خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے پس چاہیئے کہ وہ ایسے نیک
عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنے عمل اسکے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں
نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبّر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص
اور ناتمام ہوں اور نہ ان میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو بلکہ چاہیئے
کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اسکے یہ بھی چاہیئے کہ ہر ایک
قسم کے شرک سے پرہیز ہو نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے نہ ہوا نہ آگ نہ پانی
نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دیجائے
اور ایسا ان پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور
کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کے قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب
کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور
نہ اپنے عمل پر کوئی ناز۔ بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں۔ اور
خدا تعالےٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اس کے
فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اُس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و
پا بھی ہے اور اسکے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں پس اُس نے

افشان وخیزان بہر حال اپنے تیئن اس چشمہ تک پہونچا دیا اور اپنی لبون کو اُس چشمہ پر رکھدیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا اور پھر قرآن مین ہمارا خدا اپنی خوبیون کے بارے مین فرماتا ہے۔ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ یعنے تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنے ذات اور صفات مین واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنے انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اس کی صفات کے مانند ہین انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اسکا علم کسی معلم کا محتاج نہین اور باایں ہمہ غیر محدود ہے۔ انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے۔ مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہین۔ اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے ایسا ہی انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل ومانند ہین اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہین اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہین۔ اگر ایک صفت مین وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات مین ناقص ہوگا۔ اسلئے اس کی توحید قائم نہین ہو سکتی۔ جبتک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات مین بے مثل ومانند نہ ہو پھر اس سے آگے آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہین کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اسکا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بالذات ہے اسکو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے اور اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف مین ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ یعنے خدا تمہین حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قایم ہو جاؤ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو۔ یعنے ایسے لوگون سے سلوک اور نیکی کرو جنہون نے تمسے کوئی نیکی نہین کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا ممنون منت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو جیسا کہ مان اپنے بچہ سے فقط اپنے طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے اور فرمایا کہ خدا تمہین اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کے کافر نعمت بنو اور اسی آیت کی تشریح مین ایک اور مقام مین فرماتا ہے۔ ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً و اسیراً۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً۔ یعنے کامل راستباز جب غریبون

اور یتیمون اور اسیرون کو کھانا دیتے ہین تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہین نہ کسی اور
غرض سے دیتے ہین۔ اور وہ انہین مخاطب کر کے کہتے ہین کہ یہ خدمت خاص خدا
کے لئے ہے اس کا ہم کوئی بدلہ نہین چاہتے۔ اور نہ ہم یہ چاہتے ہین کہ ہمارا شکر کرو
اور پھر سزا جزا کے بارے مین فرمایا۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ
علی اللہ۔ یعنے بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے۔ دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض
آنکھ اور گالی کے عوض گالی۔ اور جو شخص معاف کر دے مگر ایسا معاف کرنا جسکا نتیجہ کوئی
اصلاح ہو نہ کوئی خرابی یعنے جسکو معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سُدھر جائے اور بدی سے باز
آجائے تو اس شرط سے معاف کرنا انتقام سے بہتر ہوگا اور معاف کرنے والے کو
اسکا بدلہ ملیگا یہ نہین کہ ہر ایک محل بے محل مین ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی
پھیر دیجائے۔ یہ تو دور از حکمت ہے اور بعض اوقات بدون سے نیکی کرنا ایسا مضر ہو جاتا
ہے کہ گویا نیکو نے بدی کی ہے اور پھر فرمایا ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک
وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم یعنے اگر کوئی تجھ سے نیکی کرے تو تو اس سے زیادہ نیکی
کر اور اگر تو ایسا کریگا تو باہمین تمہاری اگر کوئی عداوت بھی ہوگی تو وہ ایسی دوستی سے
بدل جائے گی کہ گویا وہ شخص ایک دوست بھی ہے اور رشتہ دار بھی۔ اور فرمایا۔
ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً۔ ولا یسخر قوم من قوم
عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ولا تنابزوا بالالقاب
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا
قول الزور۔ وقولوا قولاً سدیداً واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ یعنے چاہئے کہ ایک
تمہارا دوسرے کا گلہ مت کرے کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردے بھائی کا گوشت کھاؤ
اور چاہئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اونچی ذات اور ان کی کم ہے
ممکن ہے کہ وہ تمسے بہتر ہون اور خدا کے نزدیک تو زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ نیکی
اور پرہیزگاری سے حصہ لیتا ہے۔ قومون کا تفرقہ کچھ چیز نہین ہے اور تم برے نامون
سے جن سے لوگ چڑتے ہین یا اپنی ہتک سمجھتے ہین ان کو مت پکارو ورنہ خدا کے
نزدیک تمہارا نام بدکار ہوگا اور بتون سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونون ناپاک
ہین اور جب بات کرو تو حکمت اور معقولیت سے کرو اور لغو گوئی سے بچو اور چاہئے کہ

تمہارے تمام اعضاء اور تمام قوتین خدا کی تابع ہون اور تم سب ایک ہو کر اس کی اطاعت مین لگو اور پھر ایک مقام مین فرمایا اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَؕ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَۙ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَؕ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِؕ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِۙ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ۔ یعنے اے وے لوگو جو خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہین غافل کیا یہانتک کہ تم قبرون مین داخل ہو جاتے ہو اور غفلت سے باز نہین آتے یہ تمہاری غلطی ہے اور عنقریب تمہین معلوم ہو جائیگا۔ پھر مین کہتا ہون کہ عنقریب تمہین معلوم ہو جائیگا اگر تمہین یقینی علم حاصل ہو جائے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچ کر کے اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تمہین معلوم ہو جائے کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر اگر اس سے بڑھ کر تمہین معرفت ہو جائے تو تم یقین کامل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر وقت بھی آتا ہے کہ تم جہنم مین ڈالے جاؤ گے اور ہر ایک عیاشی اور بے اعتدالی سے پوچھے جاؤ گے یعنے عذاب مین ماخوذ ہو کر حق الیقین تک پہونچ جاؤ گے۔ ان آیات مین اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ یقین تین قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ محض علم اور قیاس سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی دور سے دھوان دیکھے اور قیاس اور عقل کو دخل دیکر سمجھ لے کہ اسجگہ ضرور آگ ہو گی۔ اور پھر دوسری قسم یقین کی یہ ہے کہ اس آگ کو اپنی آنکھو نسے دیکھ لے پھر تیسری قسم یقین کی یہ ہے کہ مثلاً اس آگ مین ہاتھ ڈالدے اور اسکی قوت احتراق سے مزہ چکھ لے۔ پس یہ تین قسمین ہوئین۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ اس آیت مین خدا تعالے نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالے کے قرب اور محبت مین ہے اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کیطرف جھکے تو یہ جہنمی زندگی ہے اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر ایک شخص اطلاع پا لیتا ہے اور اگرچہ اس وقت اطلاع پا وے جبکہ یکدفعہ مال و متاع اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے۔ اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ یعنے جو شخص خدا تعالے کے مقام اور عزت کا پاس کر کے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے حضور مین پوچھا جائیگا۔ گناہ کو چھوڑتا ہے اسکو دو بہشت عطا ہونگے۔ (۱) اول اسی دنیا مین بہشتی زندگی اسکو عطا کیجاویگی اور ایک پاک تبدیلی اس مین پیدا ہو جائے گی اور خدا اسکا متولی اور متکفل ہو گا۔ دوسرے مرنیکے بعد جاودانی بہشت اسکو عطا کیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اسکو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا۔ پھر ایک اور جگہ قرآن شریف مین فرماتا ہے :-

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ سَلٰسِلَاْ وَاَغْلٰلاً وَسَعِیْرًا۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا۔ عَیْنًا یَشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا۔ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا عَیْنًا فِیْھَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا۔ یعنے ہم نے کافرون کے لئے جو ہماری محبت دل مین نہین رکھتے اور دنیا کیطرف جھکے ہوئے ہین۔ زنجیر اور طوق گردن اور دل کے جلنے کے سامان تیار کر رکھے ہین۔ اور دنیا کی محبت کی انکے پیرون مین زنجیرین ہین اور گردنون مین ترک خدا کا ایک طوق ہے جس سے سر اٹھا کر اوپر کو نہین دیکھ سکتے۔ اور دنیا کیطرف جھکے جاتے ہین اور دنیا کی خواہشون کی ہر وقت انکے دلون مین ایک جلن ہے۔ مگر وہ جو نیکوکار ہین۔ وہ اسی دنیا مین ایسا کافوری شربت پی رہے ہین جس نے انکے دلون مین سے دنیا کی محبت ٹھنڈی کر دی ہے اور دنیا طلبی کی پیاس بجھادی ہے کافوری شربت کا ایک چشمہ ہے جو انکو عطا کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس چشمہ کو پھاڑ پھاڑ کر نہر کی صورت پر کر دیتے ہین تا وہ نزدیک اور دور کے پیاسون کو اس مین شریک کر دین۔ اور جب وہ چشمہ نہر کی صورت پر آجاتا ہے اور قوت ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الٰہی نشوونما پانے لگتی ہے تب انکو ایک اور شربت پلایا جاتا ہے۔ جو زنجبیلی شربت کہلاتا ہے یعنے پہلے تو وہ کافوری شربت پیتے ہین۔ جسکا کام صرف اسقدر ہے کہ دنیا کی محبت انکے دل پر سے ٹھنڈی کر دے۔ لیکن بعد اسکے وہ ایک گرم شربت کے بھی محتاج ہین۔ تا خدا کی محبت کی گرمی ان مین بھڑکے کیونکہ صرف بدی کا ترک کرنا کمال نہین ہے پس اسی کا نام زنجبیلی شربت ہے اور اس چشمہ کا نام سلسبیل ہے جسکے معنے ہین خدا کی راہ پوچھ اور پھر ایک مقام مین فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا۔ یعنے نفسانی گرفتاریون سے وہ شخص نجات پا گیا اور بہشتی زندگی کا مالک ہوگیا۔ جس نے اپنے نفس کو پاک بنا لیا۔ اور ناکام اور نامراد رہا وہ شخص جسنے اپنے نفس کو زمین مین دھنسایا اور آسمان کیطرف رخ نہ کیا اور چونکہ یہ مقامات صرف انسانی سعی سے حاصل نہین ہو سکتے اسلئے جابجا قرآن شریف مین دعا کی ترغیب دی ہے اور مجاہدہ کی طرف رغبت دلائی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنے دعا کرو مین تمہاری دعا قبول کرونگا۔ اور پھر فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ یعنے اگر میرے بندے میرے وجود سے سوال کرین کہ کیونکر اسکی ہستی

ثابت ہے اور کیونکر سمجھا جائے کہ خدا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مین بہت ہی نزدیک ہون مین اپنے پکارنیوالے کو جواب دیتا ہون اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو مین اسکی آواز سنتا ہون اور اس سے ہمکلام ہوتا ہون۔ پس چاہئے کہ اپنے تئین ایسے بناوین کہ مین انسے ہمکلام ہو سکون اور مجھ پر کامل ایمان لاوین تا ان کو میری راہ ملے اور پھر فرماتا ہے:۔ **والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا** یعنے جو لوگ ہماری راہ مین اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششین اور محنتین کرتے ہین۔ ہم انکو اپنی راہ دکھلا دیتے ہین۔ اور پھر فرماتا ہے **وکونوا مع الصادقین**۔ یعنے اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو۔ اور کوشش بھی کرو اور صادقون کی صحبت مین بھی رہو۔ کیونکہ اس راہ مین صحبت بھی شرط ہے یہ تمام احکام وہ ہین جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہونچاتے ہین کیونکہ جیسا کہ مین بیان کر چکا ہون۔ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھدینا اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضا مین محو ہو جانا اور خدا مین گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بنا پر۔ اور ایسی آنکھین حاصل کرنا جو محض اسکے ساتھ دیکھتی ہون اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اسکے ساتھ سنتے ہون۔ اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اسکے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جسپر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہین۔ اور انسانی قوے اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہین اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ تب خداتعالی کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نورونکے ساتھ دوبارہ اسکو زندگی بخشتی ہے۔ اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے۔ اور وہ دقیق در دقیق نور جسکو عقلین دریافت نہین کر سکتین اور آنکھین اس کنہ تک نہین پہونچتین۔ وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے **نحن اقرب الیہ من حبل الورید** یعنے ہم اسکی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہین پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔ تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دور ہو کر معرفت کی آنکھین روشن ہو جاتی ہین اور انسان اپنے خدا کو ان نئی آنکھون سے دیکھتا ہے اور اسکی آواز سنتا ہے اور اسکی نور کی چادر کے اندر اپنے تئین لپٹا ہوا پاتا ہے تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینکدیتا ہے اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار مین خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ

اور اسی دنیا میں دیدار و گفتار الہی اور جنت کی نعمتوں کو پالینا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یعنے جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جس کی ذات اور صفات مین اور کوئی شریک نہین۔ اور یہ کہکر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہین اور کتنے ہی زلزلے آوین اور بلائین نازل ہون۔ اور موت کا سامنا ہو۔ اُنکے ایمان اور صدق مین فرق نہین آتا۔ اُنپر فرشتے اترتے ہین اور خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بلاؤنسے اور خوفناک دشمنون سے مت ڈرو اور نہ گذشتہ مصیبتون سے غمگین ہو۔ مین تمہارے ساتھ ہون اور مین اسی دنیا مین تمہین بہشت دیتا ہون جسکا تمہین وعدہ دیا گیا تھا پس تم اس سے خوش ہو۔ اب واضح ہو کہ یہ باتین بغیر شہادت کے نہین اور یہ ایسے وعدے نہین کہ جو پورے نہین ہوئے بلکہ ہزارون اہل دل مذہب اسلام مین اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہین۔ درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جسکے سچے پیرؤون کو خدا تعالے نے تمام گذشتہ راستبازون کا وارث ٹھہرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتین اس امت مرحومہ کو عطا کردی ہین اور اُس نے اس دعا کو قبول کر لیا ہے جو قرآن شریف مین آپ سکھلائی تھی اور وہ یہ ہے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ ہمین وہ راہ دکھلا۔ جو ان راستبازون کی راہ ہے جن پر تو نے ہر ایک انعام و اکرام کیا ہے۔ یعنے جنہون نے تجھ سے ہر ایک قسم کی برکتین پائی ہین اور تیرے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ہین اور تجھ سے دعاؤن کی قبولیتین حاصل کی ہین اور تیری نصرت اور مدد اور راہ نمائی ان کے شامل حال ہوئی ہے اور ان لوگون کی راہو نسے ہمین بچا۔ جنپر تیرا غضب ہے اور جو تیری راہ کو چھوڑ کر اور راہون کی طرف چلے گئے ہین۔ یہ وہ دعا ہے جو نماز مین پانچ وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ اندھا ہونے کی حالت مین دنیا کی زندگی بھی ایک جہنم ہے اور پھر مرنا بھی ایک جہنم ہے اور درحقیقت خدا کا سچا تابع اور واقعی نجات پانیوالا وہی ہو سکتا ہے جو خدا کو پہچان لے اور اُس کی ہستی پر کامل ایمان لے آوے اور وہی ہے جو گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔ اور خدا کی محبت مین محو ہو سکتا ہے۔ پس جس دل مین یہ خواہش اور یہ طلب نہین کہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ یقینی طور پر اسکو نصیب ہو وہ ایک مردہ دل ہے اور جس دین مین یہ قوت نہین کہ اس کمال تک پہونچا دے اور اپنے سچے پیرؤون کو خدا کا ہمکلام بنا دے وہ دین منجانب اللہ نہین اور

اس مین راستی کی روح نہین - ایسا ہی جس کسی نبی نے اس راہ کیطرف لوگونکو نہین چلایا کہ خدا
کے مکالمہ اور مخاطبہ کے طالب ہون اور کامل معرفت کے خواہان ہون - وہ نبی بھی خدا کی
طرف سے نہین ہے اور وہ خدا پر افترا کرتا ہے کیونکہ انسان کا عظیم الشان مقصود جس سے
وہ گناہون سے نجات پا سکتا ہے یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور اسکی سزا جزا پر اسکو پورا یقین
آوے مگر اس غیب الغیب خدا پر کیونکر یقین حاصل ہو - جبتک اسکی طرف سے انا الموجود
کی آواز نہ سنی جاوے اور جبتک کہ انسان اس کیطرف سے کھلے کھلے نشان مشاہدہ نکرے
کیونکر اس کی ہستی پر یقین کامل آوے عقلی دلائل سے خدا کے وجود کا پتہ لگانا صرف اسی حد
تک ہے کہ عقل سلیم زمین اور آسمان اور انکی ترتیب ابلغ اور محکم کو دیکھ کر یہ تجویز کرتی ہے
کہ ان مصنوعات پر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہئے - مگر یہ دکھلا نہین سکتے کہ فی الحقیقت
صانع ہے بھی اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے - صرف ایک خیال ہے اور ہے ایک امر واقعہ کا ثبوت
ہے اور دونون مین فرق کھلا کھلا ہے - یعنے پہلی صورت مین صرف ضرورت صانع بتلائی گئی
ہے اور دوسری صورت مین اسکے فی الواقع موجود ہونے کی شہادت دیجاتی ہے - غرض
اس زمانہ مین کہ مذاہب کی باہمی کشاکش کا ایک تند و تیز سیلاب چل رہا ہے طالب حق
کو اس اصل مقصود کو فراموش نہین کرنا چاہئے کہ مذہب وہی سچا ہے جو یقین کامل کے ذریعہ
سے خدا کو دکھلا سکتا ہے اور درجہ مکالمہ مخاطبہ الہیہ تک پہونچا سکتا ہے اور خدا کی ہمکلامی
کا شرف بخش سکتا ہے اور اس طرح اپنی روحانی قوت اور روح پرور خاصیت سے
دلونکو گناہ کی تاریکی سے چھڑا سکتا ہے اور اسکے سوا سب دھوکا دینے والے ہین -
اب ہم اس ملک کے چند مذاہب پر نظر کرتے ہیں کہ کیا وہ خدا تعالے کی معرفت کے بارے
مین یقین کامل تک پہنچا سکتے ہین اور کیا ان کی کتابون مین یہ وعدہ موجود ہے کہ وہ خدا
کے یقینی مکالمہ سے شرف حاصل کرا سکتے ہین اور اگر موجود ہے تو کیا اس زمانہ مین انمین
سے کوئی اس کا مصداق پایا بھی جاتا ہے یا نہین - سو سب سے پہلے قابل ذکر وہ مذہب ہے جو مسیحی مذہب
کے نام سے پکارا جاتا ہے - پس واضح ہو کہ اس مذہب کے بارے مین ہمین زیادہ لکھنے کی
ضرورت نہین کیونکہ مسیحی صاحبونکا اسپر اتفاق ہو چکا ہے کہ مسیح کے زمانہ کے بعد الہام
اور وحی پر مہر لگ گئی ہے اور اب یہ نعمت آگے نہین بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اب اسکے
پانے کی کوئی بھی راہ نہین - اور قیامت تک نومیدی ہے اور فیض کا دروازہ بند ہے
اور شاید یہی وجہ ہوگی کہ نجات پانے کے لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی ہے اور ایک نیا
نسخہ تجویز کیا گیا ہے جو تمام جہان کے اصول سے نرالا اور سراسر عقل اور انصاف

اور رحم کے مخالف ہے اور وہ یہ ہے کہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام جہان کے گناہ اپنے ذمہ لیکر صلیب پر مرنا منظور کیا تا ان کی اس موت سے دوسروں کی رہائی ہو۔ اور خدا نے اپنے بے گناہ بیٹے کو مارا تا گنہ گاروں کو بچا وے لیکن ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی مظلومانہ موت سے دوسروں کے دل گناہ کی پلید خصلت سے کیونکر صاف اور پاک ہو سکتے ہیں اور کیونکر ایک بے گناہ کے قتل ہونے سے دوسروں کو گذشتہ گناہوں کی معافی کی سند مل سکتی ہے بلکہ اس طریق میں انصاف اور رحم دونوں کا خون ہے کیونکہ گنہ گار کے عوض میں بیگناہ کو پکڑنا خلاف انصاف ہے اور نیز بیٹے کو اس طرح ناحق سخت دلی سے قتل کرنا خلاف رحم ہے اور اس حرکت سے فائدہ خاک نہیں اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اصل سبب گناہ کے سیلاب کا قلت معرفت ہے پس جبتک ایک علت موجود ہے تب تک معلول کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیشہ علت کا وجود معلول کے وجود کو چاہتا ہے اب جائے حیرت ہے کہ یہ کیسا فلسفہ ہے۔ کہ گناہ کرنے کی علت جو قلت معرفت بار یتعالے ہے وہ تو سر پر موجود کھڑی ہے مگر معلول اسکا جو ارتکاب گناہ کی حالت ہے وہ معدوم ہو گئی ہے تجربہ ہزاروں گواہ پیش کرتا ہے کہ بجز معرفت کامل کے نہ کسی چیز کی محبت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ کسی چیز کا خوف پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کی قدر دانی ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کسی فعل یا ترک فعل کو یا تو خوف کی وجہ سے کرتا ہے اور یا محبت کی وجہ سے۔ اور خوف اور محبت دونوں معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس جب معرفت نہیں تو نہ خوف ہے اور نہ محبت ہے۔ اے عزیزو۔ اور پیارو اس جگہ راستی کی حمایت اس بیان کے لئے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ خدا تعالی کی معرفت کے بارے میں حضرات مسیحیوں کے ہاتھ میں کوئی امر صاف نہیں ہے وحی کے سلسلہ پر تو پہلے سے مہر لگ چکی ہے اور مسیح اور حواریوں کے بعد معجزات بھی بند ہو گئے ہیں۔ رہا عقلی طریق۔ سو آدمزاد کو خدا بنانے میں وہ طریق بھی ہاتھ سے گیا۔ اور اگر گذشتہ معجزات جواب محض قصوں کے رنگ میں ہیں پیش کئے جائیں۔ تو اول تو ہر ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ خدا جانے ان کی اصل حقیقت کیا ہے اور کسقدر مبالغہ ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مبالغہ کرنا انجیل نویسوں کی عادت میں داخل تھا چنانچہ ایک انجیل میں یہ فقرہ موجود ہے کہ مسیح نے اتنے کام کئے کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا میں سما نہ سکتے۔ اب دیکھو کہ وہ کام بغیر لکھنے کے تو دنیا میں سما گئے لیکن لکھنے کی حالت میں وہ دنیا میں نہیں سمائینگے۔ یہ کس قسم کا فلسفہ اور کس قسم کی منطق ہے کیا کوئی سمجھ سکتا ہے ہیں ماسوا اسکے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات حضرت موسےٰ نبی کے معجزات سے کچھ

بڑھ کر نہین ہین اور ایلیا نبیؑ کے نشانون کا جب مسیحؑ کے نشانون سے مقابلہ کرین تو ایلیاؑ کے معجزات کا پلہ بھاری معلوم ہوتا ہے۔ پس اگر معجزات سے کوئی خدا بن سکتا ہے تو یہ سب بزرگ خدائی کے مستحق ہین۔ اور یہ بات کہ مسیحؑ نے اپنے تئین خدا کا بیٹا کہا ہے یا کسی اور کتاب مین اسکو بیٹا کہا گیا ہے۔ ایسی تحریرون سے اسکی خدائی نکالنا درست نہین +

بائیبل مین بہت سے لوگون کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے بلکہ بعض کو خدا بھی۔ پھر مسیحؑ کی تخصیص بے وجہ ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی کہ کسی دوسرے کو ان کتابون مین بجز مسیح کے خدا یا خدا کے بیٹے کا لقب نہ دیا جاتا۔ تب بھی ایسی تحریرونکو حقیقت پر حمل کرنا نادانی تھا۔ کیونکہ خدا کے کلام مین ایسے استعارات بکثرت پائے جاتے ہین۔ مگر جس حالت مین بائیبل کے رو سے خدا کا بیٹا کہلانے مین اور بھی مسیحؑ کے شریک ہین تو دوسرے شرکاء کو کیون اس فضیلت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ غرض نجات کے لئے اس منصوبہ پر بھروسہ کرنا صحیح نہین ہے اور گناہ سے باز رہنے کو اس منصوبہ سے کوئی بھی تعلق نہین پایا جاتا بلکہ دوسرے کی نجات کے لئے خودکشی کرنا خود گناہ ہے اور مین خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہون کہ ہرگز مسیحؑ نے اپنی رضامندی سے صلیب کو منظور نہین کیا۔ بلکہ شریر یہودیون نے جو چاہا اس سے کیا اور مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے باغ مین ساری رات دعا کی اور اسکے آنسو جاری ہو گئے۔ تب خدا نے بباعث اسکے تقوے کے اس کی دعا قبول کی اور اسکو صلیبی موت سے بچا لیا۔ جیسا کہ خود انجیل مین بھی لکھا ہے۔ پس یہ کیسی تہمت ہے کہ مسیحؑ نے اپنی رضامندی سے خودکشی کی۔ ماسوا اسکے عقل تجویز نہین کر سکتی کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور بکر کی اس سے دردِ سر جاتی رہے۔ ہان ہم قبول کرتے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام نبی تھے۔ اور ان کامل بندون مین سے تھے جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے لیکن وہ الفاظ جو انکی نسبت یا دوسرے نبیونکی نسبت کتابون مین وارد ہین۔ ان سے نہ انکو اور نہ کسی اور نبی کو ہم خدا بنا سکتے ہین مین ان امور مین خود صاحب تجربہ ہون۔ اور میری نسبت خدا تعالےٰ کی پاک وحی مین وہ اعزاز اور اکرام کے لفظ موجود ہین کہ مین نے کسی انجیل مین حضرت مسیح کے بارے مین نہین دیکھے۔ اب مین کیا یہ کہہ سکتا ہون کہ مین حقیقت مین خدا ہون یا خدا کا بیٹا ہون۔ رہی انجیل کی تعلیم سو میری رائے یہ ہے۔ کہ تعلیم کامل وہ ہوتی ہے جو تمام انسانی قوتون کی پرورش کرے۔ نہ صرف یہ کہ محض ایک پہلو پر اپنا تمام زور ڈالدے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ یہ کامل تعلیم مین نے قرآن شریف مین ہی پائی ہے وہ ہر ایک امر مین حق اور حکمت کی رعایت رکھتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً انجیل مین کہا گیا ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے۔ مگر قرآن شریف ہمین تعلیم دیتا ہے

کہ یہ حکم ہر حال اور ہر محل مین نہین بلکہ موقع اور محل دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ صبر کو چاہتا ہے۔ یا انتقام کو اور عفو کو چاہتا ہے یا سزا کو۔ اب ظاہر ہے کہ یہی قرآنی تعلیم کامل ہے اور بغیر اسکی پابندی کے انسانی سلسلہ تباہ ہو جاتا ہے اور نظام دنیا بگڑ جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل مین ... کہا گیا ہے کہ تو شہوت کی نظر سے بیگانہ عورت کیطرف مت دیکھ مگر قرآن شریف مین ہے کہ نہ تو شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورتون کو دیکھنے کی عادت کر۔ کہ یہ سب تیرے لیئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔ چاہیئے کہ ضرورتون کے موقعہ پہ تیری آنکھ بند کے قریب ہو اور دھندلی سی ہو اور کھلی کھلی نظر ڈالنے سے پرہیز کر کہ یہی طریق پاک دلی کے محفوظ رکھنے کا ہے۔ اس زمانہ کے مخالف فرقے شاید اس حکم سے مخالفت کرینگے۔ کیونکہ آزادی کا نیا نیا شوق ہے مگر تجربہ صاف بتلا رہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔ دوستو! کھلی کھلی بے تکلفی اور نظربازی کے کبھی نتیجے اچھے نہین نکلتے۔ مثلاً جس حالت مین ابھی ایک مرد نفسانی جذبات سے پاک نہین اور نہ جوان عورت نفسانی جذبات سے پاک ہے تو ان دونون کو ملاقات اور نظربازی اور آزادی کا موقعہ دینا گویا انکو اپنے ہاتھ سے گڑھے مین ڈالنا ہے۔ ایسا ہی انجیل مین کہا گیا ہے کہ بغیر زنا کے طلاق درست نہین۔ مگر قرآن شریف جایز رکھتا ہے کہ جہان مثلاً خاوند اور عورت دونون باہم جانی دشمن ہو جائین اور ایک کی جان دوسرے سے خطرہ مین ہو اور یا عورت نے زنا تو نہین کیا مگر زنا کے لوازم پیدا کر لیئے ہین اور یا اسکو کوئی ایسی مرض ہو گئی ہے جس سے تعلق قایم رکھنے کی حالت مین خاوند کی ہلاکت ہے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو گیا ہے جو خاوند کی نظر مین طلاق کا موجب ہے۔ تو ان سب صورتون مین طلاق دینے مین خاوند پر کوئی اعتراض نہین۔ اب پھر ہم اصل مقصود کیطرف عود کر کے کہتے ہین کہ یقیناً یاد رکھو کہ حضرات مسیحیون کے پاس نجات اور گناہ سے رکنے کا کوئی حقیقی ذریعہ موجود نہین کیونکہ نجات کے بجز اسکے کوئی اور معنے نہین کہ انسان کی ایسی حالت ہو جائے کہ گناہ ہونکے ارتکاب پر دلیری نہ کر سکے اور خداتعالی کی محبت اسقدر ترقی کرے کہ نفسانی محبتین اسپر غالب نہ آسکین۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حالت بجز معرفت تامہ کے پیدا نہین ہو سکتی۔ اب جب ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہین تو ہم اس مین کھلے طور پر وہ وسایل پاتے ہین جن سے خداتعالے کی معرفت تامہ حاصل ہو سکے اور پھر خوف غالب ہو کر گناہون سے رک سکین۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اس کی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہو جاتا ہے اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہین اور انسان خدا سے علم غیب پاتا ہے اور محکم تعلق اُس سے پیدا ہو جاتا ہے اور دل خدا کے وصال کے لیئے جوش

مارتا ہے اور اسکو ہر ایک چیز پر مقدم کرلیتا ہے اور دعائین قبول ہوکر اطلاع دیجاتی ہے اور ایک دریا معرفت کا جاری ہوجاتا ہے جو گناہ سے روکتا ہے اور پھر جب ہم انجیل کیطرف آتے ہین تو گناہ سے بچنے کے لئے صرف اس مین ایک غیر معقول طریق پاتے ہین جسکو ازالۂ گناہ سے کچھ بھی تعلق نہین۔ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسانیت کی کمزوریان تو بہت دکھلائین اور خدائی کی کوئی خاص قوت ظاہر نہ ہوئی جو غیر سے انکو امتیاز دیتی تاہم وہ مسیحیون کی نظر مین خدا کر کے مانے گئے ٭

اب ہم آریہ مذہب پر مختصر طور سے نظر کرتے ہین کہ گناہ سے بچنے کے لئے اُنکے مذہب مین کیا سامان پیش کیا گیا ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ صاحبون کے وید مقدس نے سرے سے آئندہ زمانہ کے لئے خداتعالے کے مکالمہ اور مخاطبہ اور آسمانی نشانون سے انکار کردیا ہے۔ پس وید مین سے اس کامل تسلی کو ڈھونڈنا کہ کسی کو خدا کے انا الموجود ہونیکی آواز آوے اور خدا دعاؤن کو سن کر ان کا جواب دیوے اور نشانونکے ذریعہ سے اپنا چہرہ دکھلاوے ایک عبث کوشش اور لاحاصل تلاش ہے بلکہ انکے نزدیک یہ تمام امر محالات مین سے ہین۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ کسی چیز کا خوف یا محبت بغیر اس کی رویت اور کامل معرفت کے ممکن ہی نہین۔ اور صرف مصنوعات پر نظر ڈالنے سے کامل معرفت ہو نہین سکتی۔ اسی وجہ سے محض عقل کے پیروؤن مین ہزارون دہریہ اور ناستک مت والے بھی موجود ہین بلکہ جو لوگ فلسفہ کے پورے کمال تک پہونچتے ہین وہی ہین جن کو پورے دہریہ کہنا چاہیئے اور ابھی ہم بیان کرچکے ہین کہ عقل سلیم زیادہ سے زیادہ صرف اس حد تک کام دے سکتی ہے کہ مصنوعات پر نظر ڈالنے سے بشرطیکہ دہریہ پن کا رنگ اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہ تجویز کرسکتی ہے کہ ان چیزون کا کوئی خالق ہونا چاہیئے نہ یہ کہ وہ خالق فی الواقعہ موجود بھی ہے اور پھر عقل ہی اس وہم مین گرفتار ہوسکتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب کارخانہ خود بخود چلا آتا ہو۔ اور طبعی طور پر بعض چیزین بعض کی خالق ہون۔ پس عقل اس یقین کامل تک نہین پہونچا سکتی جسکا نام معرفت تامہ ہے جو قائمقام دیدار الٰہی ہے اور جس سے کامل طور پر خوف اور محبت پیدا ہوتے ہین اور پھر خوف اور محبت کی آگ سے ہر ایک قسم کا گناہ جل جاتا ہے اور نفسانی جذبات پر موت آجاتی ہے اور ایک نورانی تبدیلی پیدا ہوکر تمام اندرونی کمزوریان اور گناہ کی غلاظتین دور ہوجاتی ہین۔ لیکن چونکہ اکثر انسانونکو اس کامل پاکیزگی کی پروا نہین ہے جو گناہ کے داغ سے بالکل مبرا کرتی ہے اسلئے اکثر لوگ اس ضرورت کو محسوس کرکے اس کی تلاش مین نہین لگ جاتے بلکہ انکے

تعصّب سے پُر ہوکر مخالفت ظاہر کرتے ہین اور لڑنے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہین اور آریہ صاحبونکا مسلک تو بہت ہی قابل افسوس ہے کہ وہ معرفت تامہ کے حقیقی وسیلہ سے تو قطعاً نومید ہین اور عقلی وسایل بھی انکے ہاتھ مین نہین رہے کیونکہ جب کہ اُنکے نزدیک ذرہ ذرہ عالم کا انادی ہے جو خود بخود ہے اور کسی کے ہاتھ سے وجود پذیر نہین ہوا اور تمام ارواح بھی مع اپنی تمام قوتون کے انادی ہین جنکا کوئی پیدا کرنے والا نہین۔ تو انکے ہاتھ مین پرمیشر کی ہستی پر کونسی دلیل باقی رہی اور اگر کہین کہ ذرات عالم کا باہم جوڑنا اور روحونکا ان مین داخل کرنا یہ پرمیشر کا کام ہے اور یہی اس کی ہستی پر دلیل ہے تو یہ خیال نادرست ہوگا۔ کیونکہ جس حالت مین ارواح اور ذرات خود بخود ایسے شکتی مان ہین کہ قدیم سے اپنے وجود کو آپ سنبھالے ہوئے ہین اور اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہین تو کیا وہ خود بخود باہم اتصال یا انفصال نہین کر سکتے۔ اس بات کو کوئی قبول نہین کریگا کہ باوجود اسکے کہ تمام ذرات یعنے پرمانو اپنی ہستی اور وجود مین کسی دوسرے کو محتاج نہین اور باوجود اسکے کہ تمام ارواح یعنی جیو اپنی ہستی اور وجود مین اور اپنے تمام قوے مین کسی دوسرے کے محتاج نہین مگر پھر بھی اپنے اتصال اور انفصال مین کسی دوسرے کے محتاج ہین۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جو ناستک مت والونکے لئے ایک مفت کا شکار ہے اور اس سے ایک آریہ بہت جلد ناستک مت مین داخل ہوسکتا ہے اور ایک چالاک دہریہ ہنسی ہنسی مین اسکو اپنے پیچ مین لا سکتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے اور رحم بھی آتا ہے کہ آریہ صاحبون نے شریعت کے دونون پہلوؤن مین سخت غلطی کھائی ہے یعنی پرمیشر کی نسبت یہ عقیدہ قائم کیا ہے کہ وہ مبدء تمام مخلوق کا نہین اور نہ سرچشمہ تمام فیوض کا ہے بلکہ ذرّات اور روحین اپنی فطرتین اسکے فیوض سے محروم ہین پھر خود سوچ لین کہ پرمیشر کی کیا ضرورت ہے۔ اور کیون وہ مستحق پرستش ہے اور کس وجہ سے وہ سرب شکتی مان کہلاتا ہے اور کس راہ سے اور کس طریق سے وہ شناخت کیا گیا ہے کیا کوئی اسکا جواب دیسکتا ہے کاش ہماری ہمدردی کسی دل مین اثر کرے۔ کاش کوئی شخص گوشہ تنہائی مین بیٹھے اور ان باتوں مین فکر کرے۔ اے قادر خدا اس قوم پر بھی رحم کر جو ہمارے پُرانے ہمسایہ ہین۔ ان مین سے بہت سے دل حق کیطرف پھیر دے کہ تجھے سب قدرت ہے آمین + یہ پہلو تو پرمیشر کے متعلق ہے جس مین اس قدر اس خالق بےچون کی حق تلفی ہے اور دوسرا پہلو جو آریہ مت مخلوق کے متعلق پیش کرتا ہے ان مین سے ایک تو تناسخ ہے یعنی بار بار روحونکا طرح طرح کی جونون مین پڑ کر دنیا مین آنا۔ اس عقیدہ مین سب سے پہلے یہ امر عجیب اور حیرت انگیز

اپنی تمام قوتوں اور ارواح اور اپنی تمام قوتوں ..... خود بخود ہیں اور

ہے کہ باوجود دعوے عقل کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ پرمیشر اس قدر سخت دل ہے کہ ایک گناہ کے عوض میں کروڑہا برس تک بلکہ کروڑہا اربوں تک سزا دیئے جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ یہ اسکے پیدا کردہ نہیں ہیں اور اُنپر اسکا کوئی بھی حق نہیں ہے بجز اسکے کہ بار بار جونوں کے چکر میں ڈالکر دُکھ میں ڈالے۔ پھر کیوں انسانی گورنمنٹ کی طرح صرف چند سال کی سزا نہیں دیتا ظاہر ہے کہ لمبی سزا کے لئے یہ شرط ہے کہ سزا یافتوں پر کوئی لمبا حق بھی ہو۔ مگر جس حالت میں تمام ذرّات اور ارواح خود بخود ہیں کچھ بھی اُسکا ان پر احسان نہیں بجز اسکے کہ سزا کی غرض سے طرح طرح کی جونوں میں انکو ڈالے۔ پھر وہ کس حق پر لمبی سزا دیتا ہے۔ دیکھو اسلام میں باوجودیکہ خدا فرماتا ہے کہ ہر ایک ذرّہ اور ہر ایک روح کا میں ہی خالق ہوں اور تمام قوتیں ان کی میرے ہی فیض سے ہیں اور میرے ہی ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی سہارے سے جیتے ہیں۔ پھر بھی وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ یعنے دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہینگے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دور دراز مدت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت دستگیر ہوگی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس آیت کی تشریح میں ہمارے سید و مولے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے:۔ "یَاْتِیْ عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْھَا اَحَدٌ وَنَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّکُ اَبْوَابَھَا" یعنے جہنم پر ایک وہ زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اسکے کواڑوں کو ہلائیگی لیکن افسوس کہ یہ قومیں خداتعالے کو ایک ایسا چڑچڑا اور کینہ ور قرار دیتی ہیں کہ کبھی بھی اسکا غصہ فرو نہیں ہوتا اور بیشمار اربوں تک جونوں میں ڈالکر پھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ اور یہ اعتراض صرف آریہ صاحبوں پر نہیں۔ حضرات مسیحیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ ایک گناہ کے لئے ابدی جہنم تجویز کرتے ہیں جس کا کبھی انتہا نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے پھر جس حالت میں خداتعالے ارواح انسانی اور ان کی تمام قوتوں کا خود خالق ہے اور اس نے آپ ہی بعض طبائع میں ایسی کمزوریاں رکھ دی ہیں کہ وہ مرتکب گناہ کی ہو جاتی ہیں اور ایک گھڑی کی طرح صرف اس حد تک چلتی ہیں جو اس حقیقی گھڑی ساز نے اُنکے لئے مقرر کر دی ہے تو پھر وہ ضرور کسیقدر رحم کے لائق ہیں کیونکہ انکے قصور اور کمزوریاں فقط اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس خالق کا بھی انمیں بہت سا دخل ہے جسنے انکو کمزور بنایا اور یہ کیسا انصاف ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سزا دینے کے لئے صرف تین دن مقرر کئے مگر دوسرے لوگوں کی سزا کا حکم ابدی ٹھہرایا جسکا کبھی انتہا

نہین اور چاہا کہ وہ ہمیشہ اور ابد تک دوزخ کے تنور مین جلتے رہین کیا رحیم کریم خدا کو ایسا کرنا مناسب تھا بلکہ چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے بیٹے کو زیادہ سزا دیتا کیونکہ وہ بوجہ خدائی قوتون کے زیادہ سزا کا متحمل ہو سکتا تھا۔ خدا کا بیٹا جو ہوا۔ اس کی طاقت کے ساتھ دوسرون کی طاقت کب برابر ہو سکتی ہے۔ جو غریب اور عاجز مخلوق ہین غرض حضرات عیسائی اور آریہ صاحبان اس ایک ہی اعتراض کے دام مین ہین اور انکے ساتھ بعض نادان مسلمان بھی۔ لیکن مسلمانونکے دھوکہ کھانے مین خدا کے کلام کا قصور نہین خدا نے تو کھولکر فرما دیا کہ یہ ان کا اپنا قصور ہے اور یہ اسی طرحکا قصور ہے جیسا کہ وہ ابتک حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیتے ہین اور دوسرے آسمان پر بیٹھا رہے ہین اور خدا کے کلام قرآن شریف مین صاف لکھا ہے کہ مدت ہوئی کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے ہین اور گذشتہ روحون مین داخل ہو گئے ہین مگر یہ لوگ کتاب اللہ کے برخلاف ان کی آمد ثانی کا انتظار کر رہے ہین پھر ہم اصل کلام کیطرف متوجہ ہو کر کہتے ہین کہ دوسرا پہلو تناسخ کے بطلان کا یہ ہے کہ وہ حقیقی پاکیزگی کے برخلاف ہے کیونکہ جب ہم ہر روز دیکھتے ہین کہ کسی کی مان فوت ہو جاتی ہے اور کسی کی ہمشیرہ اور کسی کی پوتی تو پھر اسپر کیا دلیل ہے کہ اس عقیدہ کے قایل اس غلطی مین مبتلا نہ ہو جاہئین کہ ایسی جگہ نکاح کر لین جہان نکاح کرنا وید کی رو سے حرام ہے۔ ہان اگر ہر ایک بچہ کے ساتھ اسکے پیدا ہونے کے وقت مین ایک لکھی ہوئی فہرست بھی ہمراہ ہو جس مین بیان کیا گیا ہو کہ وہ پہلی جون مین فلان شخص کا بچہ تھا تو اس صورت مین ناجایز نکاح سے بچ سکتے تھے۔ مگر پرمیشر نے ایسا نہ کیا گویا ناجایز طریق کو خود پھیلانا چاہا۔ پھر ماسوا اسکے ہمین سمجھ نہین آتا کہ اسقدر جونونکے چکر مین ڈالنے سے فایدہ کیا ہی اور جبکہ تمام مدار نجات اور مکتی کا گیان یعنے معرفت الٰہی پر ہے تو یون چاہیئے تھا کہ ہر ایک بچہ جو دوبارہ جنم لیتا پہلا ذخیرہ اسکے گیان اور معرفت کا ضایع نہ ہوتا لیکن ظاہر ہے کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے۔ خالی کا خالی دنیا مین آجاتا ہے اور ایک آوارہ اور فضول خرچ انسان کی طرح تمام پہلا اندوختہ برباد کر کے مفلس نادار کیطرح منہ دکھاتا ہے اور گو ہزار مرتبہ اس نے وید مقدس کو پڑھا ہو۔ ایک ورق بھی وید کا یاد نہین رہتا پس اس صورت مین جونونکے چکر کے رو سے نجات کی کوئی صورت نظر نہین آتی۔ کیونکہ ذخیرہ گیان اور علم کا جو ہزار مصیبت سے ہر ایک جون سے جمع کیا جاتا ہے وہ ساتھ ساتھ برباد ہوتا رہتا ہے نہ کبھی محفوظ رہیگا اور نہ نجات ہوگی۔ اول تو حضرات آریہ کے اصولونکے رو سے نجات ہی ایک محدود میعاد تھی پھر اسپر یہ مصیبت کہ سرمایہ نجات

کا یعنے گیان جمع ہونے نہین پاتا یہ بدقسمتی رو خونکی نہین تو اور کیا ہے۔

دوسرا امر جو مخلوق کی پاکیزگی کے مخالف آریہ صاحبون کے عقاید مین داخل ہے وہ نیوگ کا مسئلہ ہے مین اس مسئلہ کو وید مقدس کیطرف منسوب نہین کرتا بلکہ اس خیال سے میرا دل کانپتا ہے کہ مین اس قسم کی باتون کو وید کیطرف منسوب کرون جہانتک میرا علم اور کانشنس ہے مین یقین کرتا ہون کہ انسانی فطرت ہرگز قبول نہین کریگی کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو جو خاندان اور عزت رکھتی ہے محض بچہ لینے کی خاطر سے دوسرے سے ہم بستر کراوے۔ حالانکہ اس بیوی کا تعلق زوجہ ہونے کا اپنے شوہر سے قائم ہے اور وہ اسکی بیوی کہلاتی ہے اور نہ مین اس بات کو پسند کرتا ہون کہ خود بیوی ایسی حرکت پر خود آمادہ ہو۔ حالانکہ اسکا خاوند زندہ موجود ہے انسان تو انسان ہے۔ یہ غیرت تو بعض حیوانون مین بھی پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے مادہ کی نسبت ایسا روا نہین رکھتے۔ مین اس جگہ کوئی بحث نہین کرنا چاہتا۔ سراسر ادب اور منت سے آریہ صاحبونکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر اس عقیدہ کو چھوڑ دین تو بہت بہتر ہوگا۔ پہلے سے ہی یہ ملک حقیقی پاکیزگی کے مقام سے بہت متنزل ہے پھر اگر عورتون اور مردون مین ایسی ایسی باتین بھی رواج پاگئین تو معلوم نہین کہ اس ملک کا کیا انجام ہوگا۔ ساتھ ہی مین ایک اور عرض کے لئے جرأت کرتا ہون کہ گو آریہ صاحبونکو اس زمانہ مین مسلمانون سے کیسی ہی نفرت ہے اور اسلام کے عقائد سے کیسی ہی بیزاری ہے مگر برائے خدا وہ پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہدین۔ کہ اس مین بہت سی خرابیان ہین جو بعد مین معلوم ہونگی یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانون کا نفس امارہ کے ماتحت چل رہا ہے اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو ہین کہ اسکے جوشونکے وقت کچھ بھی خدا تعالے کی سزا کا دھیان نہین رکھتے جوان اور خوبصورت عورتونکو دیکھ کر بدنظری سے باز نہین آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتین ہین کہ خراب دلی سے بیگانہ مردونکی طرف نگاہین کرتی ہین اور جب فریقین کو باوجود انکی اس خراب حالت مین ہونے کے پوری آزادی دیجائیگی تو یقیناً انکا وہی انجام ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصون سے ظاہر ہے۔ ہان جب یہ لوگ درحقیقت پاکدل ہو جائینگے اور ان کی امارگی جاتی رہیگی اور شیطانی روح نکل جائیگی اور ان کی آنکھون مین خدا کا خوف پیدا ہو جائیگا اور انکے دلون مین خدا کی عظمت قائم ہو جائیگی اور وہ ایک پاک تبدیلی کر لینگے اور خداترسی کا ایک پاک چولا پہن لینگے تب جو چاہین سو کرین کیونکہ اسوقت وہ خدا کے ہاتھ کے خوجے ہونگے گویا وہ مرد نہین ہین اور ان کی آنکھین اس بات سے اندھی ہونگی

کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں۔ یا ایسا بدخیال دل میں لاسکیں۔ مگر اے پیارو خدا آپ تمہارے دلوں میں الہام کرے۔ ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو اور اگر ایسا کروگے تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤگے یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ کلجگ ہے اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شرابخواری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں اور خدا تعالےٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے۔

اے دوستو اب طاعون سر پر ہے اور جہانتک مجھے خدا تعالےٰ سے علم دیا گیا ہے ابھی بہت سا حصہ اسکا باقی ہے بہت خطرناک دن ہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ مئی تک کون زندہ ہوگا اور کون مر جائیگا اور کس گھر پر بلا آئے گی اور کس کو بچایا جائیگا۔ پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اسکو اسی جگہ سزا دیجاتی ہے تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا سو اپنے خدا کو جلد راضی کرلو اور قبل اسکے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے۔ یعنے طاعون کے زور کا دن جس کی نبیوں نے خبر دی ہے۔ تم خدا سے صلح کرلو وہ نہایت کریم ہے ایکدم کے گداز کرنیوالی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے کریم و رحیم ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین

## حصہ دوم تقریر

Digitized by Khilafat Library

اے معزز سامعین اب میں اپنے ایک دعوے کی نسبت جو میں نے اس ملک میں

شایع کیا ہے آپ کیخدمت مین کچھ بیان کرونگا - یہ بات عقل اور نقل سے ثابت ہے کہ جب دنیا مین گناہ کی تاریکی غالب ہو جاتی ہے اور زمین پر ہر ایک قسم کی بدی اور بدکاری پھیل جاتی ہے اور روحانیت کم ہو جاتی ہے اور گناہون سے زمین ناپاک ہو کر اور خدا تعالے کی محبت ٹھنڈی ہو کر ایک زہریلی ہوا چلنے لگتی ہے تو اسوقت رحمت الٰہی تقاضا فرماتی ہے کہ زمین کو دوبارہ زندہ کرے جس طرح جسمانی موسمونکو دیکھتے ہو کہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہین - ایک زمانہ خزان کا ہوتا ہے کہ اس مین درختون کے پھولون اور پھلون اور پتون پر بلا آتی ہے اور درخت ایسے بدنما ہو جاتے ہین جیسے کوئی مرض دق سے نہایت درجہ دبلا ہو جاتا ہے اور اس مین خون کا نشان نہین رہتا اور چہرہ پر مردہ پن کے آثار ظاہر ہو جاتے ہین یا جیسے کسی جذامی کا جذام انتہا درجہ تک پہونچکر اعضا گرنے لگ جاتے ہین پھر دوسرا زمانہ درختون پر وہ آتا ہے جسکو موسم بہار کہتے ہین اس موسم مین درختون کی صورتین ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتی ہین اور پھل اور پھول اور خوشنما اور سرسبز پتے ظاہر ہو جاتے ہین یہی حالت نوع انسان کی ہے کہ تاریکی اور روشنی نوبت بہ نوبت اپنے دور دورہ رہتی ہے کسی صدی مین وہ خزان کے موسم کیطرح انسانی کمال کے حسن سے بے بہرہ ہو جاتے ہین اور کسی وقت آسمان سے ان پر ایسی ہوا چلتی ہے کہ انکے دلون مین موسم بہار پیدا ہونے لگتی ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہی دونون موسم انسانونکے لازم حال رہے ہین - سو یہ زمانہ بھی جسمین ہم ہین بہار کی ابتدا کا زمانہ ہے پنجاب پر خزان کا زمانہ اسوقت زور مین تھا جسوقت اس ملک پر خالصہ قوم حکمران تھی - کیونکہ اسوقت علم نہین رہا تھا اور ملک مین جہالت بہت پھیل گئی تھی اور دینی کتابین ایسی گم ہو گئی تھین کہ شاید کسی بڑے خاندان مین دستیاب ہو سکتی ہونگی بعد اسکے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا یہ زمانہ نہایت پرامن ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنون کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتون سے بھی برابر قرار دین تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا - یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے - اور آنے والی برکتین اسکی ابتدائی بہار سے ظاہر ہین - ہان یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی منہ رکھتا ہے - بعض منہ تو حقیقی خداشناسی اور راستبازی کے برخلاف ہونے کیوجہ سے خوفناک ہین اور بعض منہ بہت بابرکت اور راستبازی کے موئد ہین - مگر اس مین کچھ شک نہین کہ انگریزی حکومت نے انواع واقسام کے علوم کو اس

ملک مین بہت ترقی دی ہے۔ اور کتابونکے چھاپنے اور شایع کرنے کے لئے ایسے سہل
اور آسان طریق نکل آئے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین ان کی کہین نظیر نہین ملتی۔ اور جو ہزارہا
مخفی کتب خانے اس ملک مین تھے وہ بھی ظاہر ہوگئے اور تھوڑے ہی دنون مین علمی
رنگ مین زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا ایک نئی قوم پیدا ہوگئی۔ یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتین
دن بدن کالعدم ہوتی گئین اور اندر ہی اندر دہریت کا پودا بڑھنے لگا۔ گورنمنٹ انگریزی
کے احسان مین کچھ شک نہین۔ اسقدر اپنی رعایا کو آرام پہنچایا۔ اور معدلت گستری
کی اور جابجا امن قائم کیا کہ اس کی نظیر دوسری گورنمنٹون مین تلاش کرنا عبث ہے
مگر وہ آزادی جو امن کا دائرہ پورا وسیع کرنے کے لئے رعایا کو دیگئی۔ وہ اکثر لوگون کو ہضم
نہین ہوسکی اور اسکے عوض مین جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجالانا چاہئیے تھا بجائے
اس شکر کے اکثر دلونمین اسقدر غفلت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور لاپروائی بڑھگئی
کہ گویا یہ سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہمپر کسی کا بھی
احسان نہین اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت
مین ہی پیدا ہوتے ہین۔ اسی قانون قدرت کے روسے گناہون کی تعداد بھی بڑھتی
گئی۔ چنانچہ بباعث سخت دلی اور غفلت کے موجودہ حالت اس ملک کی نہایت خطرناک
ہوگئی ہے جاہل اور شریر لوگ جو وحشیون کیطرح ہین وہ قابل شرم جرایم مثلاً نقب زنی
اور زناکاری اور قتل ناحق وغیرہ سنگین جرایم کے ارتکاب مین مشغول ہین اور دوسرے
لوگ اپنی اپنی طبیعت اور جوش نفس کے موافق طرح طرح کے دوسرے گناہون کے
مرتکب ہو رہے ہین۔ چنانچہ شرابخانے دوسری دکانون سے زیادہ آباد معلوم ہوتے
ہین اور دوسرے فسق و فجور کے پیشے بھی دن بدن ترقی مین ہین۔ عبادتخانے محض
رسم ادا کرنے کے لئے ٹھیر گئے ہین۔ غرض زمین پر گناہونکا ایک سخت خطرناک جوش ہے
اور اکثر لوگونکے نفسانی شہوات بوجہ پورے امن اور کامل آسایش کے اسقدر جوش
مین آگئے ہین کہ جیسے جب ایک پرزور دریا کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ایک رات مین ہی
ارد گرد کے تمام دیہات کو تباہ کردیتا ہے اور کچھ شک نہین کہ دنیا مین ایک نہایت
درجہ پر تاریکی پیدا ہوگئی ہے اور ایسا وقت آگیا ہے کہ یا تو خدا دنیا مین کوئی روشنی
پیدا کرے اور یا دنیا کو ہلاک کردیوے۔ مگر ابھی اس دنیا کے ہلاک ہونے مین ایکہزار برس
باقی ہے اور دنیا کی زینت اور آرام اور آسایش کے لئے جو نئی نئی صنعتین زمین
پر پیدا ہوئی ہین یہ تغیر بھی صاف طور پر دلالت کر رہا ہے کہ جیسے خدا تعالے نے جسمانی

طور پر اصلاح فرمائی ہے وہ روحانی طور پر بھی بنی نوع کی اصلاح اور ترقی چاہتا ہے۔ کیونکہ روحانی حالت انسانوں کی جسمانی حالت سے زیادہ گر گئی ہے۔ اور ایسی خطرناک منزل پر آپہونچی ہے۔ کہ جہاں نوع انسان غضب الٰہی کا نشانہ بن سکتی ہے۔ ہر ایک گناہ کا جوش نہایت ترقی پر پایا جاتا ہے۔ اور روحانی طاقتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں۔ اور ایمانی انوار بجھ گئے ہیں۔ اور اب عقل سلیم بہ بداہت اس بات کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ اس تاریکی کے غلبہ پر آسمان سے کوئی روشنی پیدا ہونی چاہیئے کیونکہ جیسے جسمانی طور پر زمین کی تاریکی کا دور ہونا قدیم سے اس بات سے وابستہ ہے کہ آسمانی روشنی زمین پر پڑے۔ ایسا ہی روحانی طور پر بھی یہ روشنی صرف آسمان سے ہی اُترتی اور دلوں کو منور کرتی ہے جب سے کہ خدا نے انسان کو بنایا ہے اس کا قانون قدرت یہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ نوع انسان میں ایک وحدت نوعی پیدا کرنے کے لئے ان میں سے ایک شخص پر ضرورت کے وقت میں اپنی معرفت تامہ کا نور ڈالتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اپنی کامل محبت کا جام اس کو پلاتا ہے اور اس کو اپنی پسندیدہ راہ کی پوری بصیرت بخشتا ہے اور اس کے دل میں جوش ڈالتا ہے کہ تا وہ دوسروں کو بھی اس نور اور بصیرت اور محبت کی طرف کھینچے جو اس کو عطا کی گئی ہے اور اس طرح پر باقی لوگ اس سے تعلق پیدا کر کے اور اسی کے وجود میں شمار ہو کر اور اس کی معرفت سے حصہ لے کر گناہوں سے بچتے اور تقویٰ طہارت میں ترقی کرتے ہیں اسی قانون قدیم کے لحاظ سے خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ خبر دی ہے کہ جب آدمؑ کے وقت سے چھ ہزار برس قریب الاختتام ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی پھیل جائے گی اور گناہوں کا سیلاب بڑے زور سے بہنے لگے گا اور خدا کی محبت دلوں میں بہت کم اور کالعدم ہو جائے گی تب خدا محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب کے آدمؑ کی طرح اپنی طرف سے روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی اور محبت اور معرفت کی روح پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائے گا۔ کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اس کی روح پر اپنی ذاتی محبت کا عطر ملے گا اور وہ وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر کھڑا کیا جائے گا اور شیطانی لشکر اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اور تمام ذریت کے ساتھ اور تمام تدبیروں کے ساتھ اُس دن اس روحانی جنگ کے لئے تیار ہو کر آئیگا۔ اور دنیا میں شرّ اور خیر میں کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی ہوگی جیسے کہ اُس دن ہوگی کیونکہ اُس دن شیطان کے مکاید اور شیطانی علوم انتہا تک پہونچ جائیں گے اور جن تمام

طریقوں سے شیطان گمراہ کر سکتا ہے وہ تمام طریق اُس دن مہیا ہو جائیں گے۔ تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک روحانی لڑائی ہے۔ خدا کے مسیح کو فتح ہو گی اور شیطانی قوتیں ہلاک ہو جائیں گے اور ایک مدّت تک خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی اور توحید زمین پر پھیلتی جائے گی اور وہ مدّت پورا ہزار برس ہے جو ساتواں دن کہلاتا ہے بعد اِس کے دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا سو وہ مسیح میں ہوں اگر کوئی چاہے تو قبول کرے اِس جگہ بعض فرقے جو شیطان کے وجود سے منکر ہیں وہ تعجب کریں گے کہ شیطان کیا چیز ہے پس ان کو یاد رہے کہ انسان کے دل کے ساتھ دو کششیں ہر وقت نوبت بہ نوبت لگی رہتی ہیں ایک کشش خیر کی اور ایک کشش شر کی پس جو خیر کی کشش ہے شریعت اسلام اس کو فرشتہ کی طرف منسوب کرتی ہے اور جو شر کی کشش ہے اُس کو شریعت اسلام شیطان کی طرف منسوب کرتی ہے اور مدعا صرف اسقدر ہے کہ انسانی سرشت میں دو کششیں موجود ہیں کبھی انسان نیکی کی طرف جھکتا ہے اور کبھی بدی کی طرف۔ میرے خیال میں ہے کہ اِس جلسہ میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے اِس بیان کو کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ رکھتا ہوں انکار کی نظر سے دیکھیں گے اور تحقیر کی بھری ہوئی نگاہ سے میری طرف نظر کریں گے۔ لیکن میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ ابتدا سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے کہ پہلے خدا کے ماموروں اور مرسلوں کو دل آزار باتیں سُننی پڑتی ہیں۔ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے ابتدائی زمانہ میں۔ وہ نبی اور رسول اور صاحب کتاب اور صاحب شریعت جس کی اُمت کہلانے کا ہم سب کو فخر ہے اور جس کی شریعت پر سب شریعتوں کا خاتمہ ہے اُس کی سوانح کی طرف نگاہ کرو۔ کہ کس طرح تیرہ برس تک اُسنے مکہ میں تنہائی اور غربت اور بے کسی کے عالم میں منکروں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں اور کیونکر تحقیر اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنے رہے اور آخر مکہ سے بڑے ظلم اور تعدّی سے نکالے گئے کس کو خبر تھی کہ آخر وہ کروڑہا انسانوں کا امام اور پیشوا بنایا جاوے گا سو یہی سُنت الٰہی ہے کہ خدا کے منتخب لوگ اوّل اوّل حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں کہ ابتدا میں خدا کے فرستادوں کی شناخت کر سکتے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ جاہل لوگوں کے ہاتھوں سے دُکھ اُٹھاویں اور طرح طرح کی باتیں اُن کے حق میں کہی جاویں اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاوے اور گالیاں دی جاویں جب تک کہ وہ وقت آوے کہ اُنکے قبول کرنے کے لئے خدا دلوں کو کھول دے۔ یہ تو میرا دعوےٰ ہے کہ جو مَیں نے بیان کیا لیکن وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے

وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اُس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اُس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ مَیں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اُس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کے لئے مستعد ہوں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اُسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب اُن کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیّاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اُتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دے کر سچّی اور کامل توحید کے اُس دارالامان میں داخل کر دے گی جس کے ساتھ کامل محبّت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے یہ امید میرے محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر

متفرق قوموں کو ایک قوم بنا وے اور صلح اور آشتی کا دن لاوے ہر ایک کو اِس ہوا کی خوشبو آرہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہیں چنانچہ حضرات مسیحی یہ خیالات شائع کر رہے ہیں کہ عنقریب تمام دنیا کا یہی مذہب ہو جائے گا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کر کے مان لیں گے اور یہودی جو بنی اسرائیل کہلاتے ہیں اِن کو بھی اِن دنوں میں نیا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ ان کا ایک خاص مسیح جو ان کو تمام زمین کا وارث بناوے گا انہی دنوں میں آنے والا ہے ایسا ہی اسلام کی پیشگوئیاں بھی جو ایک مسیح کا وعدہ دیتی ہیں ان کے وعدہ کا دن بھی ہجرت کی چودہویں صدی تک ہی ختم ہوتا ہے اور عام مسلمانوں کا بھی خیال ہے کہ اب زمانہ قریب ہے کہ جب تمام زمین پر اسلام پھیل جائے گا اور بعض سناتن دھرم کے پنڈتوں سے بھی سنا ہے کہ وہ بھی اپنے ایک اوتار کے ظاہر ہونے کا زمانہ اسی زمانہ کو قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخری اوتار ہے جس سے تمام زمین میں دھرم پھیل جائے گا اور آریہ صاحبان اگرچہ کسی پیش گوئی کے قایل تو نہیں تاہم اس ہوا کی تاثیر سے جو چل رہی ہے وہ بھی ہمت اور کوشش کر رہے ہیں کہ ایشیا اور یورپ اور امریکہ اور جاپان وغیرہ ممالک میں انہی کا مذہب پھیل جائے اور عجیب تر یہ کہ بدھ مذہب والوں میں بھی نئے سرے سے یہی جوش پیدا ہو گیا ہے اور زیادہ تر ہنسی کی بات یہ ہے کہ اس ملک کے چوہڑے یعنے بھنگی بھی اِس فکر میں پڑ گئے ہیں کہ کسی طرح وہ دوسری قوموں کی زد اور دست برد سے بچیں اور ان کو بھی کم سے کم اپنے مذہب کی حفاظت کی ایک طاقت حاصل ہو جائے غرض اس زمانہ میں ایک ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنی قوم اور اپنے مذہب کی ترقی کا بڑے جوش سے خواہاں ہے اور چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں کا نام و نشان نہ رہے جو کچھ ہوں وہی ہوں اور جس طرح سمندر کے تلاطم کے وقت ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اسی طرح مختلف مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں بہرحال ان تحریکوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنادے اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے

آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے اور اسی زمانہ کی نسبت جو تلاطم امواج کا زمانہ ہے خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا اس آیت کو پہلی آیتوں کے ساتھ ملا کر یہ معنے ہیں کہ جس زمانہ میں دنیا کے مذاہب کا بہت شور اُٹھے گا اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیساکہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے تب آسمان و زمین کا خدا اس تلاطم امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دُنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں اُن سب کو جمع کرے گا۔ جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔ تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے اور اُن میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائے گی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔ جب تک کہ یہ پیش گوئی جو آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے دُنیا میں شائع کی ہے پُوری نہ ہو جائے۔ اور خدا نے اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گے۔ صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ اُس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی۔ اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنے معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے۔ اور ایک یہ کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے کتابیں بکثرت ہو جائیں گی (یہ چھاپنے کے آلات کی طرف اشارہ ہے) اور ایک یہ کہ اُن دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائے گی کہ اونٹوں کو بےکار کر دے گی اور اس کے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو باسانی خبریں پہونچا سکیں گے اور ایک یہ کہ ان دنوں میں آسمان پر

ایک ہی مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور ایک یہ کہ اس کے بعد زمین پر سخت طاعون پھیلے گی یہاں تک کہ کوئی شہر اور کوئی گاؤں خالی نہ رہے گا جو طاعون سے آلودہ نہ ہو اور دُنیا میں بہت موت پڑے گی اور دُنیا ویران ہو جائے گی بعض بستیاں تو بالکل تباہ ہو جائیں گی اور ان کا نام ونشان نہ رہے گا اور بعض بستیاں ایک حد تک عذاب میں گرفتار ہو کر پھر ان کو بچایا جائے گا یہ دن خدا کے سخت غضب کے دن ہوں گے۔ اس لیئے کہ لوگوں نے خدا کے نشانوں کو جو اس کے فرستادہ کے لئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے قبول نہ کیا اور خدا کے نبی کو جو اصلاح خلق کے لیئے آیا رد کر دیا اور اس کو جھوٹا قرار دیا یہ سب علامتیں اس زمانہ میں جس میں ہم ہیں پوری ہو گئیں عقلمند کے لئے یہ صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کے لیئے ظاہر ہو چکی ہیں یہ تمام علامتیں جو مسیح موعود کے زمانہ کے بارہ میں ہیں اگرچہ حدیثوں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اس جگہ میں نے صرف قرآن شریف کو پیش کیا ہے اور ایک علامت قرآن شریف نے مسیح موعود کے زمانہ کے لیئے قرار دی ہے کہ ایک جگہ فرماتا ہے ان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون یعنے ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس ہے پس چونکہ دن سات ہیں اس لیئے اس آیت میں دنیا کی عمر سات ہزار برس قرار دی گئی ہے لیکن یہ عمر اس آدم کے زمانہ سے ہے جس کی ہم اولاد ہیں خدا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دُنیا تھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ کون تھے اور کس قسم کے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار برس میں دنیا کا ایک دَور ختم ہوتا ہے اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کے لیئے دنیا میں سات دن مقرر کیئے گئے۔ تا ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح سے کتنے دَور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لیئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے

قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔ افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطل اور بیکار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحبِ عقل اس کو قبول نہیں کریگا مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی اُمّتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اس کے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دَور سات ہزار برس تک ہے یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسانوں کے سات دن۔ یاد رہے کہ قانون الٰہی نے مقرر کیا ہے کہ ہر ایک امت کے لئے سات ہزار برس کا دَور ہوتا ہے اسی دَور کی طرف اشارہ کرنے کے لئے انسانوں میں سات دن مقرر کئے گئے ہیں غرض بنی آدم کی عمر کا دَور سات ہزار برس مقرر ہے اور اس میں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پانچہزار برس کے قریب گذر چکا تھا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گذر چکے تھے جیسا کہ سورۃ والعصر میں یعنے اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں جب وہ سورۃ نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسی قدر مدت گذر چکی تھی جو سورۃ موصوفہ کے عددوں سے ظاہر ہے اس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گذر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئے گا اور مسیح کے نام سے پکارا جائے گا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ یہ تمام نشان ایسے ہیں کہ تدبّر کرنے والے کے لئے کافی ہیں اور ان سات ہزار برس کی قرآن شریف اور دوسری خدا کی کتابوں کے رُو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلّط کا زمانہ ہے اور پھر تیسرا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلّط کا اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سیّد و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا) — اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے کھلنے

اور مسلّط ہونے کا زمانہ ہے جو قرون ثلٰثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں اس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں اس تقسیم کو تمام انبیاء نے بیان کیا ہے کسی نے اجمال کے طور پر اور کسی نے مفصل طور پر اور یہ تفصیل قرآن شریف میں موجود ہے جس سے مسیح موعود کی نسبت قرآن شریف میں سے صاف طور پر پیشگوئی نکلتی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ تمام انبیاء اپنی کتابوں میں مسیح کے زمانہ کی کسی نہ کسی پیرایہ میں خبر دیتے ہیں اور نیز دجّالی فتنہ کو بھی بیان کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی پیشگوئی اس قوت اور تواتر کی نہیں ہوگی جیسا کہ تمام نبیوں نے آخری مسیح کے بارہ میں کی ہے۔ تاہم ایسے لوگ بھی اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اس پیشگوئی کی صحت سے بھی منکر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے اس پیشگوئی کو ثابت کرو۔ مگر افسوس کہ اگر وہ قرآن شریف کو سوچتے یا اس میں غور کرتے تو انہیں اقرار کرنا پڑتا کہ یہ پیشگوئی قرآن شریف میں نہایت صراحت سے موجود ہے اور اس قدر صراحت سے موجود ہے کہ دانا کے لئے اس سے بڑھ کر تفصیل کی حاجت نہیں سورہ تحریم میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کے ابن مریم کہلائیں گے کیونکہ اول مریم سے ان کو تشبیہ دے کر پھر مریم کی طرح نفخ روح ان میں بیان کیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اول وہ مریمی وجود لے کر اور اس سے ترقی کر کے پھر ابن مریم بن جائیں گے جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں اول میرا نام مریم رکھا اور فرمایا یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة یعنے اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو جاؤ اور پھر فرمایا یا مریم نفخت فیك من روح الصدق یعنے اے مریم میں نے صدق کی روح تجھ میں پھونک دی۔ (گویا استعارہ کے رنگ میں مریم صدق سے حاملہ ہو گئی) اور پھر آخر میں فرمایا یا عیسےٰ انی متوفیك و رافعك الی یعنے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا پس اس جگہ مریمی مقام سے مجھے منتقل کر کے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس طرح پر ابن مریم مجھے ٹھہرایا گیا تا وہ وعدہ جو سورہ تحریم میں کیا گیا تھا پورا ہو۔ ایسا ہی سورۃ نور میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام خلیفے اسی امت میں سے پیدا ہوں گے اور قرآن شریف

سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس امت پر دو زمانے بہت خوفناک آئینگے ایک وہ زمانہ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آیا اور دوسرا وہ زمانہ جو دجالی فتنہ کا زمانہ ہے جو مسیح کے عہد مین آنیوالا تھا جس سے پناہ مانگنے کیلئے اس آیت مین اشارہ ہے۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین اور اسی زمانہ کیلئے یہ پیشگوئی سورہ نور مین موجود ہے ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ اس آیت کے معنے پہلی آیت کے ساتھ ملاکر یہ ہین کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دین پر آخری زمانہ مین ایک زلزلہ آئیگا اور خوف پیدا ہو جائیگا کہ یہ دین ساری زمین پر سے گم نہ ہو جائے تب خدا تعالیٰ دوبارہ اس دین کو روئے زمین پر متمکن کر دیگا اور خوف کے بعد امن بخشدیگا جیساکہ دوسری آیت مین فرماتا ہے ہو الذی ارسل رسولہ بالہدے ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ یعنے خدا وہ خدا ہے جسنے اپنے رسول کو اسلئے بھیجا کہ تا دین اسلام کو سب دینون پر غالب کرے یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کیطرف اشارہ ہے اور پھر یہ آیت کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کیطرف اشارہ ہے۔ اور قرآن شریف کی رو سے مسیح موعود کے زمانہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مشابہت ہے عقلمندون کے لئے جو تدبر کرتے ہین یہ ثبوت قرآنی تسلی بخش ہے۔ اور اگر کسی نادان کی نظر مین یہ کافی نہین ۔۔۔۔ تو پھر اسکو اقرار کرنا چاہئے کہ توریت مین نہ حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی پیش خبری ہے کیونکہ وہ الفاظ بھی محض مجمل ہین اور اسیوجہ سے یہودیونکو ٹھوکر لگی اور قبول نہ کیا۔ مثلاً اگر صاف لفظون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ پیشگوئی کیجاتی کہ مکہ مین پیدا ہونگے اور آپکا اسم مبارک محمد ہوگا۔ اور آپکے باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام عبد المطلب ہوگا اور آپ بنی اسماعیل کے خاندان مین سے ہونگے اور مدینہ مین ہجرت کرینگے اور موسےٰ ؑ سے اتنی مدت بعد پیدا ہونگے تو ان نشانونکے ساتھ کوئی یہودی انکار نہین کر سکتا تھا اور حضرت مسیح کی پیشگوئی کی نسبت تو اور بھی مشکلات یہودیونپر پڑین جنسے وہ اپنے تئین واقعی معذور خیال کرتے ہین کیونکہ حضرت مسیح کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کہ وہ مسیح ظاہر نہین ہوگا جبتک کہ الیاس ؑ دوبارہ دنیا مین نہ آوے۔ مگر الیاس تو ابتک نہ آیا اور خدا کی کتاب مین یہ شرط تھی کہ وہ سچا مسیح جو خدا کیطرف سے آئیگا ضرور ہے کہ پہلے اس سے الیاس دوبارہ دنیا مین آجاوے حضرت مسیح کیطرف سے یہ جواب تھا کہ اس فقرے سے مراد مثیل الیاس ہے نہ کہ اصل الیاس مگر یہودی کہتے ہین کہ یہ خدا کے کلام کی تحریف ہے ہمین تو اصل الیاس کے دوبارہ آنے کی خبر دیگئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیا کی نسبت جو پیشگوئیان ہوتی ہین وہ ہمیشہ باریک ہوتی ہین تا شقی اور سعید مین فرق ظاہر ہو جاوے ✣

پھر ماسوا اسکے یہ بات ظاہر ہے کہ جو دعوے راستی پر مبنی ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک ہی قسم کا ثبوت نہیں رکھتا بلکہ اس سچے ہیرے کی طرح جس کے ہر ایک پہلو مین چمک نمودار ہوتی ہے وہ دعویٰ بھی ہر ایک پہلو سے چمکتا ہے سو مین زور سے کہتا ہون کہ میرا مسیح موعود ہونیکا دعوے اسی شان کا ہے کہ ہر ایک پہلو سے چمک رہا ہے اول اس پہلو کو دیکھو کہ میرا دعوے منجانب اللہ ہونیکا اور نیز مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونیکا قریباً ستائیس برس سے ہے یعنے اس زمانہ سے بھی بہت پہلے کا ہے کہ جب براہین احمدیہ ابھی تالیف نہین ہوئی تھی اور پھر براہین احمدیہ کے وقت مین وہ دعوے اسی کتاب مین لکھکر شایع کیا گیا جسکو چوبیس برس کے قریب گذر چکے ہین اب دانا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جھوٹ کا سلسلہ اسقدر لمبا نہین ہو سکتا اور خواہ کوئی شخص کیسا ہی کذاب ہو وہ ایسی بد ذاتی کا اسقدر دور دراز مدت تک جس مین ایک بچہ پیدا ہو کر صاحب اولاد ہو سکتا ہے طبعاً مرتکب نہین ہو سکتا۔ ماسوائے اسکے اس بات کو کوئی عقلمند قبول نہین کریگا کہ ایک شخص قریباً ستائیس برس سے خدا تعالےٰ پر افترا کرتا ہے اور ہر ایک صبح اپنی طرفسے الہام بنا کر اور محض اپنی طرفسے پیشگوئیاں تراش کر کے خدا تعالیٰ کیطرف منسوب کرتا ہے اور ہر ایک دن یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا تعالے نے مجھے یہ الہام کیا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس بات مین جھوٹا ہے نہ اسکو کبھی الہام ہوا اور نہ خدا تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوا اور اسکو ایک لعنتی انسان سمجھتا ہے مگر پھر بھی اس کی مدد کرتا ہے اور اسکی جماعت کو ترقی دیتا ہے اور ان تمام منصوبون اور بلاؤن سے اسے بچاتا ہے جو دشمن اسکے لئے تجویز کرتے ہین۔ پھر ایک اور دلیل ہے جس سے میری سچائی روز روشن کیطرح ظاہر ہوتی ہے اور میرا منجانب اللہ ہونا بپایہ ثبوت پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین جبکہ مجھے کوئی بھی نہین جانتا تھا یعنے براہین احمدیہ کے زمانہ مین جبکہ مین ایک گوشہ تنہائی مین اس کتاب کو تالیف کر رہا تھا اور بجز اس خدا کے جو عالم الغیب ہے کوئی میری حالت سے واقف نہ تھا۔ تب اس زمانہ مین خدا نے مجھے مخاطب کر کے چند پیشگوئیان فرمائین جو اسی تنہائی اور غربت کے زمانہ مین براہین احمدیہ مین چھپکر تمام ملک مین شایع ہو گئین اور وہ یہ ہین۔ یا احمدی انت مرادی ومعی سرّک سرّی۔ انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ انت منّی بمنزلةٍ لا یعلمھا الخلق ینصرک اللہ فی مواطن۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ وانّی جاعلک للناس اماماً ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یاتیک من کلّ فجٍ عمیق۔ یاتون من کلّ فجٍ عمیق۔ ولا تصعّر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس وقل ربّ لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین۔ اصحاب الصفّة وما ادراک

ما اصحاب الصُّفّه۔ ترىٰ اعينهم تفيض من الدمع ربّنا اننا سمعنا مناديًا ينادى
للايمان۔ انّى جاعلك فى الارض خليفه۔ يقولون انّى لك هذا۔ قل الله عجيب لا يُسئل
عما يفعل وهم يسئلون۔ ويقولون ان هذا الّا اختلاق قل الله ثمّ ذرهم فى
خوضهم يلعبون۔ هو الّذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدّين كلّه۔
يريدون ان يطفئوا نور الله والله مُتمّ نوره ولو كره الكافرون۔ يعصمك الله
ولو لم يعصمك الناس۔ انك باعيننا سمّيتك المتوكل۔ وما كان الله ليترك
حتّى يميز الخبيث من الطيّب۔ شانان تذبحان وكل من عليها فان۔ وعسىٰ
ان تكرهوا شيئًا وهو خير لكم وعسىٰ ان تحبوا شيئًا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا
تعلمون۔ ترجمہ۔ خدا مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ
ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید ہیں وہ وقت قریب ہے
جو تیری مدد کے لیے لوگ تیار کئے جائینگے اور تجھ کو لوگوں میں مشہور کیا جائیگا۔ تو مجھ سے وہ مرتبہ
اور مقام رکھتا ہی جسکو دنیا نہیں جانتی۔ خدا ہر ایک میدان میں تجھے مدد دیگا تو میری جناب میں عزت
رکھتا ہے۔ مین نے تجھے اپنے لئے چُنا۔ مین بہت سے لوگ تیری تابع اور پیرو کرونگا اور تو انکا امام
کیا جائیگا۔ مین لوگونکے دلونمین الہام کرونگا تا وہ اپنے مال سے تیری مدد کرین۔ دور دراز اور
عمیق راہونسے تجھے مالی مددین پہنچین گی۔ لوگ تیری خدمت مین دور دور کے راہونسے آئینگے پس
تجھے لازم ہی کہ اُنسے بدخلقی نہ کرے اور انکی کثرت اور انبوہ اور فوج در فوج آنیسے تھک نہ جائے۔ اور
یہ دعا کیا کر کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تجھسے بہتر اور کوئی وارث نہین۔ خدا اصحاب الصفہ
تیرے لئے مہیّا کریگا اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا چیز اصحاب الصفہ ہین تو دیکھیگا کہ انکے آنسو جاری
ہونگے۔ اور وہ کہینگے کہ اے ہمارے خدا ہمنے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو لوگونکو ایمان کیطرف
بلاتا ہے۔ مین تجھے زمین مین خلیفہ بناؤنگا لوگ تحقیر کی راہ سے کہتے ہین کہ تجھے یہ مرتبہ کیسے حاصل
ہو سکتا ہے انکو کہدے کہ وہ خدا عجیب قدرتون والا خدا ہے جو کام وہ کرتا ہے کوئی پوچھ نہین سکتا
کہ تو نے ایسا کیون کیا اور وہ ہر ایک کے قول سے مواخذہ کریگا کہ تمنے ایسا کیون کہا اور کہتے ہین کہ
یہ تو صرف بناوٹ ہے انکو جواب دے کہ خدا اس کاروبار کا بانی ہے۔ پھر انکو انکی لہو ولعب مین چھوڑ دے
خدا وہ خدا ہی جسنے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجا تا اس دین کو سب دینون پر غالب کر کے
دکھاوے۔ یہ لوگ ارادہ کرینگے کہ جس نور کو خدا دنیا مین پھیلانا چاہتا ہے اسکو بجھاوین مگر خدا اس نور کو پورا
کریگا یعنی تمام مستعد دلون تک پہنچائیگا۔ اگرچہ کافر لوگ کراہت بھی کرین۔ خدا انہین انکی شرارت سے بچائیگا اگرچہ
لوگ بچا نہ سکین۔ تو میری آنکھونکے سامنے ہی مینے تیرا نام متوکل رکھا ہی اور خدا ایسا نہین ہی کہ تجھے چھوڑ دے

جبتک کہ وہ پاک اور پلید مین فرق کرکے نہ دکھلاوے۔ دو بکریان ذبح کیجائینگی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر اُسنے مرنا ہی ہے۔ قریب ہے کہ ایک چیز کو تم بُرا سمجھو اور وہ چیز اصل مین تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم اچھا سمجھو اور وہ چیز تمہارے لئے بُری ہو۔ اور خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ کونسی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اور تم نہین جانتے۔

اب جاننا چاہئے کہ ان الہامات مین چار عظیم الشان پیشگوئیونکا ذکر ہے (۱) ایک یہ کہ خدا تعالیٰ اسوقت مین جبکہ مین اکیلا تھا اور کوئی میرے ساتھ نہ تھا اس زمانہ مین جسکو اب قریباً تئیس سال گذر چکے ہین مجھے خوشخبری دیتا ہے کہ تو اکیلا نہین رہیگا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ تیرے ساتھ فوج در فوج لوگ ہو جائینگے اور وہ دور دور راہونسے تیرے پاس آئینگے۔ اور اسقدر کثرت سے آئینگے کہ قریب ہے کہ تو اُنسے تھک جائے یا بد اخلاقی کرے مگر تو ایسا نہ کر (۲) دوسری پیشگوئی ہے کہ اُن لوگونسے بہت سی مالی مدد ملیگی۔ ان پیشگوئیونکے بارہ مین ایک دُنیا گواہ ہے کہ جب یہ پیشگوئیان براہین احمدیہ مین لکھی گئین تب مین ایک تنہا آدمی گمنامی کی حالتمین قادیان مین جو ایک ویران گاؤن ہے پڑا تھا مگر بعد اسکے ابھی دس برس گذرنے نہین پائے تھے کہ خدا تعالےٰ کے الہام کے موافق لوگونکا مجمع ہو گیا اور اپنے مالونکے ذریعہ سے لوگ مدد بھی کرنے لگے۔ یہانتک کہ اب دو لاکھ سے زیادہ ایسے انسان ہین جو میری بیعت مین داخل ہین۔ اور انہین الہامات مین ایک تیسری پیشگوئی یہ ہے کہ لوگ کوشش کرینگے کہ اس سلسلہ کو معدوم کر دین اور اس نور کو بجھا دین۔ مگر وہ اس کوشش مین نامراد رہینگے۔ اب اگر کوئی شخص صریح بے ایمانی اختیار کرے تو اسکو کون روک سکتا ہے ورنہ یہ تینون پیشگوئیان آفتاب کیطرح چمک رہی ہین ظاہر ہے کہ ایسے زمانہ مین جبکہ ایک شخص گمنامی کیحالت مین پڑا ہے اور تنہا اور بیکس ہے اور کوئی ایسی علامت موجود نہین ہے کہ وہ لاکھون انسانونکا سردار بنایا جائے اور نہ کوئی یہ علامت موجود ہے کہ لوگ ہزارہا روپے اسکی خدمتمین پیش کرین پھر ایسی حالت مین ایسے شخص کی نسبت اسقدر اقبال اور نصرت الٰہی کی پیشگوئی اگر صرف عقل اور اٹکل کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے تو منکر کو چاہئے کہ نام لیکر اس کی نظیر پیش کرے بالخصوص جبکہ ان دونون پیشگوئیونکو اس تیسری پیشگوئی کیساتھ ہی رکھا جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بہت کوشش کرینگے کہ یہ پیشگوئیان پوری نہون لیکن خدا پوری کریگا تو بالضرورت ان تینون پیشگوئیونکو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے ماننا پڑیگا کہ یہ انسان کا کام نہین ہے۔ انسان تو یہ بھی دعوےٰ نہین کر سکتا کہ اتنی مدت تک زندہ بھی رہ سکے پھر چوتھی پیشگوئی ان الہامات مین یہ ہے کہ ان دنونمین اس سلسلہ کے دو مرید شہید کئے جائینگے چنانچہ شیخ عبد الرحمان امیر عبد الرحمن والئ کابل کے حکم سے اور مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف خانصاحب امیر حبیب اللہ کے ذریعہ سے کابل مین شہید کئے گئے ٭

اسکے سوا اور صدہا پیشگوئیان ہین جو اپنے وقتوں پر پوری ہو گئین چنانچہ ایک دفعہ مولوی

حکیم نورالدین صاحب کو قبل از وقت خبر دیگئی کہ انکے گھر مین ایک بیٹا پیدا ہوگا اور اسکے بدن پر کئی
پھوڑے ہونگے چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا اور وہ بیٹا پیدا ہوا اور اسکے بدن پر پھوڑے تھے
مولویصاحب موصوف اس جلسہ مین موجود ہونگے انسے ہر ایک شخص حلفاً دریافت
کرسکتا ہے کہ یہ بات سچ ہے یا نہین - پھر سردار محمد علیخانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا
عبدالرحیم نام بیمار ہوا اور آثار ناامیدی ظاہر ہوگئے اور مجھے الہام کے ذریعہ خدا نے خبر دی
کہ تیری شفاعت سے یہ لڑکا اچھا ہو سکتا ہے چنانچہ مین نے ایک شفیق ناصح کے رنگ مین اسکے
لیے بہت دعا کی اور وہ لڑکا اچھا ہو گیا - گویا مردہ زندہ ہوا - پھر ایسا ہی انکا دوسرا لڑکا...
عبداللہ خان بیمار ہوا وہ بھی خوفناک بیماری مین پڑکر موت تک پہنچ گیا اس کی شفا کی نسبت
بھی مجھے خبر دیگئی اور وہ بھی میری دعا سے اچھا ہو گیا - اسی طرح اور بہت سے نشان ہین اگر
وہ سب لکھے جائین تو ممکن نہین کہ وہ مضمون دس دن مین بھی ختم ہو سکے - ان نشانون کے گواہ
ایکدو نہین بلکہ کئی لاکھ انسان گواہ ہین یعنی مینے ان نشانون مین سے ڈیڑھ سو نشان اپنی
کتاب نزول المسیح نام مین درج کیا ہے جو عنقریب شائع ہونیوالی ہے - وہ تمام نشان کئی
قسم کے ہین - بعض آسمان مین ظاہر ہوئے بعض زمین مین بعض دوستون کے متعلق ہین
بعض دشمنون کے متعلق جو پورے ہو چکے بعض میری ذات کے متعلق ہین بعض میری اولاد کے
متعلق اور بعض ایسے نشان بھی ہین کہ وہ محض کسی دشمن کے ذریعہ سے بغیر دخل میری ذات
کے ظہور مین آگئے ہین - جیسا کہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب مسمّٰی
فتح رحمانی مین اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور یہ دعا کی کہ دونون مین سے جو جھوٹا ہے خدا
اسکو ہلاک کردے چنانچہ اس دعا کے بعد صرف چند دن گذرنے پائے تھے کہ مولویصاحب
مذکور آپ فوت ہو گئے اور اپنی موت سے میرے سچا ہونیکی گواہی دے گئے اور ہزارہا ایسے لوگ
ہین کہ محض خوابون کے ذریعہ سے خدا تعالٰے نے میرا سچا ہونا انپر ظاہر کردیا - غرض یہ نشان
اسقدر کھلے کھلے ہین کہ اگر انکو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو انسان کو بجز ماننے کے بن نہین
پڑتا - اس زمانہ کے بعض مخالف یہ بھی کہتے ہین کہ اگر قرآن شریف سے یہ ثبوت ملے تو ہم مان
لینگے - مین انکے جواب مین کہتا ہون کہ قرآن شریف مین میرے مسیح ہونیکے بارہ مین کافی ثبوت
ہین جیسا کہ مین کسیقدر لکھ بھی چکا ہون - ماسوا اسکے اس شرط کو پیش کرنا بھی صریح زبردستی اور
حکومت ہے کسی شخص کے سچا ماننے کیلئے یہ ضروری نہین - کہ اسکی کھلی کھلی خبر کسی آسمانی کتاب
مین بھی موجود ہو - اگر یہ شرط ضروری ہو تو کسی نبی کی نبوت ثابت نہین ہوگی - اصل حقیقت یہ
ہے کہ کسی شخص کے دعوے نبوت پر سب سے پہلے زمانہ کی ضرورت دیکھی جاتی ہے پھر یہ

بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ نبیوں کے مقرر کردہ وقت پر آیا ہے یا نہیں۔ پھر یہ بھی سوچا جاتا ہے کہ خدا نے اسکی تائید کی ہے یا نہیں پھر یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ دشمنوں نے جو اعتراض اٹھائے ہیں ان اعتراضات کا پورا پورا جواب دیا گیا یا نہیں۔ جب یہ تمام باتیں پوری ہو جائیں تو مان لیا جائیگا کہ وہ انسان سچا ہے ورنہ نہیں۔ اب صاف ظاہر ہے کہ زمانہ اپنی زبان حال سے فریاد کر رہا ہے کہ اسوقت اسلامی تفرقہ کے دور کرنیکے لئے اور بیرونی حملوں سے اسلام کو بچانیکے لئے اور دنیا میں گمشدہ روحانیت کو دوبارہ قائم کرنیکے لئے بلا شبہ ایک آسمانی مصلح کی ضرورت ہے جو دوبارہ یقین بخشکر ایمان کی جڑھوں کو پانی دیوے اور اسطرح بدی اور گناہ سے چھوڑا کر نیکی اور راستی کیطرف رجوع دلاوے۔ سو عین ضرورت کیوقت میں میرا آنا ایسا ظاہر ہے کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ بجز سخت متعصب کے کوئی اس سے انکار کر سکے اور دوسری شرط یعنے یہ دیکھنا کہ نبیوں کے مقرر کردہ وقت پر آیا ہے یا نہیں۔ یہ شرط بھی میرے آنے پر پوری ہو گئی ہے کیونکہ نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جب چھٹا ہزار ختم ہونیکو ہوگا تب وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ سو قمری حساب کے رو سے چھٹا ہزار جو حضرت آدمؑ کے ظہور کیوقت سے لیا جاتا ہے مدت ہوئی جو ختم ہو چکا ہے اور شمسی حساب کے رو سے چھٹا ہزار ختم ہونیکو ہے۔ ماسوا اسکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد آئیگا جو دین کو تازہ کریگا اور اب اس چودھویں صدی میں سے اکیس سال گذر ہی چکے ہیں اور بائیسواں گذر رہا ہے اب کیا یہ اس بات کا نشان نہیں کہ وہ مجدد آگیا۔ اور تیسری شرط یہ تھی کہ کیا خدا نے اسکی تائید بھی کی ہے۔ یا نہیں سو اس شرط کا مجھ میں پایا جانا بھی ظاہر ہے کیونکہ اس ملک کی ہر ایک قوم کے بعض دشمنوں نے مجھے نابود کرنا چاہا اور ناخنوں تک زور لگایا اور بہت کوششیں کیں لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے کسی قوم کو یہ فخر نصیب نہ ہوا کہ وہ کہہ سکے کہ ہم میں سے کسی نے اس شخص کے تباہ کرنیکیلئے کسی قسم کی کوشش نہیں کی اور انکی کوششوں کے برخلاف خدا نے مجھے عزت دی اور ہزارہا لوگوں کو میرے تابع کر دیا۔ پس اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھا کسکو معلوم نہیں کہ سب قوموں نے اپنے اپنے طور پر زور لگائے کہ تا مجھے نابود کر دیں مگر میں انکی کوششوں سے نابود نہ ہو سکا بلکہ میں دن بدن بڑھتا گیا یہانتک کہ دو لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہو گئی پس اگر خدا کا ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ نہ ہوتا اور اگر میرا کاروبار محض انسانی منصوبہ ہوتا تو ان مختلف تیروں میں سے کسی تیر کا میں ضرور نشانہ بنجاتا اور کبھی کا تباہ ہوا ہوتا اور آج میری قبر کا بھی نشان نہ ہوتا کیونکہ جو خدا پر جھوٹ باندھتا ہے اسکے مارنیکے لئے کئی راہیں نکل آتی ہیں وجہ یہ کہ خدا خود اسکا دشمن ہوتا ہے مگر خدا نے ان لوگوں کے تمام منصوبوں سے مجھے بچا لیا جیسا کہ اس نے چوبیس برس پہلے خبر دی تھی۔ ماسوا اسکے کیسی کھلی کھلی تائید ہے کہ خدا نے میری تنہائی اور گمنامی کے زمانہ میں کھلے لفظوں میں براہین احمدیہ میں مجھ کو خبر دیدی کہ میں تجھے مدد دونگا اور کثیر جماعت تیرے ساتھ کر دونگا اور مزاحمت کرنیوالوں کو

نامراد رکھونگا پس ایک صاف دل بنکر سوچو کہ یہ کسقدر نمایان تائید ہی اور کیسا کھلا کھلا نشان ہی کیا آسمان کے نیچے ایسی قدرت کسی انسان کو ہی یا کسی شیطان کو۔ کہ ایک گمنامی کیوقت مین ایسی خبر دیوے اور وہ پوری ہو جاوے اور ہزارون دشمن اٹھین مگر کوئی اس خبر کو روک نہ سکے پھر چوتھی یہ شرط تھی کہ مخالفون نے جو اعتراض اٹھائے ان اعتراضات کا پورا پورا جواب دیا گیا یا نہین یہ شرط بھی صفائی سے طے ہو چکی کیونکہ مخالفونکا ایک بڑا اعتراض یہ تھا کہ مسیح موعود حضرت عیسےٰ ہین وہی دوبارہ دنیا مین آئینگے پس انکو جواب دیا گیا کہ قرآن شریف سے ثابت ہی کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے ہین اور پھر دوبارہ دنیا مین ہرگز نہین آئینگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ انہین کی زبان سے فرماتا ہے۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ پہلی آیتونکو ساتھ ملا کر ترجمہ یہ ہی کہ خدا تعالیٰ قیامت کو حضرت عیسےٰ سے پوچھیگا کہ کیا تو نے ہی یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری مان کو خدا کرکے ماننا اور ہماری پرستش کرنا۔ وہ جواب دینگے کہ اے میرے خدا اگر مینے ایسا کہا ہی تو تجھے معلوم ہوگا کیونکہ تو عالم الغیب ہی۔ مینے تو وہی باتین انکو کہین جو تو نے مجھے فرمائین یعنی یہ کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک اور مجھے اسکا رسول مانو۔ مین اسوقت تک انکے حالات کا علم رکھتا تھا جبتک کہ مین انمین تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو انپر گواہ تھا مجھے کیا خبر ہے کہ میرے بعد انہون نے کیا کیا۔ اب ان آیات سے ظاہر ہی کہ حضرت عیسےٰ یہ جواب دینگے کہ جبتک مین زندہ تھا عیسائی لوگ بگڑے نہین تھے اور جب مین مر گیا تو مجھے خبر نہین کہ انکا کیا حال ہوا پس اگر مان لیا جاوے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ابتک زندہ ہین تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ عیسائی بھی ابتک بگڑے نہین اور سچے مذہب پر قائم ہین پھر ماسوا اسکے اس آیۃ مین حضرت عیسےٰ اپنی وفات کے بعد اپنی بیخبری ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اے میرے خدا جب تو نے مجھے وفات دیدی اسوقت سے مجھے اپنی امت کا کچھ حال معلوم نہین۔ پس اگر یہ بات صحیح مانی جائے کہ وہ قیامت سے پہلے دنیا مین آئینگے اور مہدی کے ساتھ ملکر کافرون سے لڑائیان کرینگے۔ تو نعوذ باللہ قرآن شریف کی یہ آیت غلط ٹھہرتی ہے اور یا یہ ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے سامنے جھوٹ بولینگے اور اس بات کو چھپائینگے کہ وہ دوبارہ دنیا مین آئے تھے اور چالیس برس تک رہے تھے اور مہدی کے ساتھ ملکر عیسائیونسے لڑائیان کی تھین پس اگر کوئی قرآن شریف پر ایمان لانیوالا ہو تو فقط اس ایک ہی آیت سے تمام وہ منصوبہ باطل ثابت ہوتا ہے جسمین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مہدی خونی پیدا ہوگا اور عیسےٰ اسکی مدد کے لئے آسمان سے آئیگا بلاشبہ وہ شخص قرآن شریف کو چھوڑتا ہے جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے پھر جب ہمارے مخالف ہر ایک بات مین مغلوب ہو جاتے ہین تو آخر کار یہ کہتے ہین کہ بعض پیشگوئیان پوری نہین ہوئین جیسے کہ آتھم کی پیشگوئی۔ مین کہتا ہون کہ اب آتھم کہان ہے اس پیشگوئی کا تو ماحصل یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی مین ہی وفات پا جائیگا سو آتھم وفات پا گیا اور مین ابتک زندہ ہون

اور وہ پیشگوئی شرطی تھی یعنی میعاد اس کی شرط سے وابستہ تھی پس جس حالت میں آتھم پیشگوئی کو سُن کر ڈرتا رہا تو اُس نے اُس شرط کو پورا کر دیا۔ اسلئے چند مہینہ اور مہلت اسکو دیگئی۔ افسوس کہ ایسے اعتراض کرنیوالے اس بات کو نہیں سوچتے کہ جو یونس نبی نے پیشگوئی کی تھی اسکے ساتھ تو کوئی شرط نہ تھی جیسا کہ یونہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ تاہم وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ اصل بات یہ ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں یعنی وہ پیشگوئیاں جن میں کسی پر عذاب نازل ہونیکا وعدہ ہو وہ خدا کے نزدیک ہمیشہ توبہ کی شرط سے یا صدقہ خیرات کی شرط سے مشروط ہوتی ہیں یا خوف کی شرط سے مشروط ہوتی ہیں اور توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات اور خدا تعالےٰ سے ڈرنیکے ساتھ ان پیشگوئیوں میں تاخیر ہو سکتی ہے یا بالکل ٹل سکتی ہیں۔ ورنہ یونس نبی نبی نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ اس کی قطعی پیشگوئی خطا گئی۔ خدا کے عذاب کے ارادے جو کسی مجرم کی نسبت ہوتے ہیں صدقات خیرات دعا سے بھی ٹل سکتے ہیں اور مجرم کے خوف سے بھی ٹل سکتے ہیں۔ پس جو پیشگوئی عذاب پر مشتمل ہو اسکا ماحصل صرف اسقدر ہے کہ خدا تعالےٰ نے کسی شخص کی نسبت عذاب دینے کا ارادہ فرمایا ہے۔ جس ارادہ کو کسی نبی پر اس نے ظاہر بھی کر دیا ہے۔ پس کیا وجہ کہ وہ ارادہ اُس حالت میں تو صدقہ خیرات اور دعا سے ٹل سکتا ہے۔ کہ جب کسی نبی پر ظاہر نہ کیا گیا۔ لیکن جب ظاہر کیا گیا ہو تو پھر ٹل نہیں سکتا۔ یہ خیال سراسر بیوقوفی ہے اور اس میں تمام انبیاء کی صریح مخالفت ہے۔ ماسوا اسکے بعض پیشگوئیاں مجمل بھی ہوتی ہیں اور بعض متشابہ ہوتی ہیں جو بعد میں ان کی حقیقت کھلتی ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ بعض وقت کسی پیش گوئی کے معنے کرنے میں ایک نبی کا اجتہاد بھی خطا ہو سکتا ہے جس سے کچھ ضرر نہیں۔ نبی کے ساتھ بھی بشریت ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بارہ حواری بہشت میں بارہ تختوں پر بیٹھینگے مگر یہ بات صحیح نہ ہوئی بلکہ ایک حواری مرتد ہو کر جہنم کے لائق ہو گیا۔ اور آپنے فرمایا تھا کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہونگے کہ میں دوبارہ آجاؤنگا۔ یہ بات بھی صحیح نہ نکلی اور کئی اور پیشگوئیاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی باعث اجتہادی غلطی کے پوری نہیں ہو سکیں غرض یہ اجتہادی غلطیاں تھیں اور میری پیشگوئیوں کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی صبر اور صدق سے سننے والا ہو تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ پیشگوئیاں اور نشان میری تائید میں ظاہر کئے گئے ہیں پس سخت کمینگی ہے کہ ہزاروں پیشگوئیوں سے جو پوری ہو چکیں کچھ فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ اگر ایک سمجھ نہ آسکے تو اسکو نشانہ اعتراض کا بنا دیا جائے اور شور ڈالا جائے اور اسی پر تمام فیصلہ کر دیا جائے میں امید رکھتا ہوں اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص چالیس روز بھی میرے پاس رہے تو کوئی نشان دیکھ لیگا۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اسقدر طالب حق کے لئے بس ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ + الراقم میرزا غلام احمد

مخلص احباب کی اس تگاپو فی سبیل اللہ کی رفتار میں کسیقدر بہ نسبت اوایل کے نرمی سے دکھائی دینے
لگی ہے حالانکہ ابھی رسالہ کی خریداری کے اُس تعداد تک پہونچنے میں بہت کمی ہے جس تعداد تک پہنچانیکا امام
صادق علیہ السلام نے اپنے ارشاد مبارک میں ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اس دھیما پن کا بجز اسکے اور کیا باعث
قرار دیا جاوے کہ اپنی جماعت کے جملہ افراد کے اعضا میں حمیت و اعانت میں ابھی پورا جوش پیدا نہیں ہوا۔
ورنہ کہاں اس پاک جماعت کے مخلص احباب کے پرجوش دل اور اپنے پیارے امام کے ارشاد پر قربان ہونیوالی
روحیں۔ اور کہاں ایسے تاکیدی حکم کی تعمیل میں اسقدر انکا تساہل۔ حضرت اقدس کی تاکیدی ارشاد کی تعمیل
اور اس رسالہ کی منفعت تو اس امر کے مقتضی تھے کہ احمدیہ جماعت کا کوئی فرد خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس رسالہ کی
خریداری سے محروم نہ رہتا۔ اس دو لاکھ سے بھی زیادہ احمدیہ جماعت کے احباب سے اگر پانچ فیصدی بھی ایسے مخلص
نکل آویں جو کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنیں تاہم تعداد خریداری دس ہزار سے بڑھ جاتی ہے۔
تمام ممالک غیر امریکہ و یورپ وغیرہ میں اس رسالہ کے مضامین نے ایک تہلکہ سا مچا دیا ہے جس سے
مخالفوں کے دلوں میں بھی تلاش حق کی تحریکیں پیدا ہو گئی ہیں۔ پچھلے ایام میں اسٹیڈ ملیا سے ایک یورپین کی چٹھی آئی تھی
جسمیں وہ اس رسالہ کے مضامین کی دلچسپی کو ایک عاشقانہ پیرایہ میں ظاہر کر کے کہتا ہے کہ "اسکے پرچہ جات
دلچسپ مضامین میں متلاشی حق کیلئے صداقت کی ایک کھلی راہ ہے۔ امید ہے کہ اسکے مقناطیسی اثر سے اور بھی بہت
لوگ ضرور متاثر ہونگے" کیوں نہ ہو۔ پیارے امام صادق کی تحریرات سے سعید فطرت و سعادت کیش
روحیں کبھی بھی بے اثر نہیں رہ سکتیں چہ جائیکہ اپنی جماعت کے مخلص احباب کے دلوں میں اسکی احکام
کی بجا آوری کا خیال و تحریک پیدا نہ ہو۔ مشیت ایزدی میں جو کام ہونا ہے اور جن اغراض کیلئے اسکا
مامور آیا ہے وہ سب ہو کر ہی رہیں گی۔ یہ تو صرف ہمارے واسطے توشۂ عقبے حاصل کرنیکا ایک موقعہ
حسنہ ہے۔ ما درّ من قال۔ ؎ بمفت این اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ * قضای آسمان است این بہر حالت شود پیدا
حسنات دارین حاصل کرنیکا عین وقت ہے اللہ تعالے جملہ احباب کو اس کار خیر میں ہاتھ بٹانیکی توفیق بخشے
تاکہ اپنے امام پاک کے احکام پر عمل کر کے سابق بالخیرات بنیں۔ آمین۔ ثم آمین۔ والسلام۔ مینجر

## اطلاع ضروری

مقدمات سے عدیم الفرصتی کی وجہ سے ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کا انگریزی میگزین
وقت پر شایع نہیں ہو سکتا اگلے مہینہ کے ساتھ اکٹھا شایع ہو گا۔

مینجر

خریداران بوجہ مجبوری معذور فرماویں۔ والسلام

کبریت احمر یا جیون بوٹی کے استعمال سے ایک مہینے مین تین سیر خون صالح تازہ بدن انسان مین پیدا ہوتا ہے جوانی کی طاقت مدت العمر قایم رہتی ہے استعمال کرنیسے پہلے اور بعد بدن کو وزن کروا اور آزماؤ اس سے بڑھکر مبہی مولد خون صالح مشتہی ہے۔ بدن کو مضبوط اور خوشرنگ بنانے اور چہرے کی سرخی اصلی طاقت و توانائی و تازگی پیدا کرنیوالی دوائی ایسی آجتک ایجاد نہین ہوئی اسکا اثر ان اعضا پر جنپر نسل انسان کی پیدائش کا انحصار ہے بالخصوص نہایت قوی ہوتا ہے وہ خوشی جو عورت و مرد کی معاشرت سے وابستہ ہے اس سے فی الفور حاصل ہوتی ہے کبریت احمر اسکا نام اسی لئے رکھا گیا ہے کہ یہ دوا اعضائے تولید کے پژمردہ قوت کو از سر نو بحال کر کے انکو ... زندگی کو کیمیا بنا دیتی ہے۔ **قیمت فی شیشی ۳ر**

روغن ... درد گردہ۔ درد گردہ کی دورے اور تکلیفین ایسی سخت ہوتی ہین کہ الامان۔ یہ عجیب و غریب روغن درد گردہ مین خاص کر جب درد ... کی وجہ سے ہو اکسیر کا کام دیتا ہے چھوٹے چھوٹے سنگریزونکو توڑ کر اور ریزہ ریزہ کر کے نہایت سہولت سے ... تمام کنکری اور ریت نکلکر درد گردہ کی نوبت پھر نہین ہوتی **قیمت فی شیشی عہ ۲ر**

**عجیب و غریب مرہم المعروف مرہم عیسے**۔ اگر آپ دنیا بھر مین سب سے اچھا پر تاثیر تیر بہدف ہر قسم کے زخمون ... پھتون۔ چوٹون۔ گلٹیون۔ خنازیر۔ سرطان طاعون اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے پھنسیون۔ ناسورون گنج خارش بواسیر اور طرح طرح کی جلد کی بیماریون ہاتھونکی سردی سے پھٹ جانے ... ونکے کاٹ لینے جل جانے اور عورتونکے خطرناک امراض سرطان رحم وغیرہ کیلئے ہزارہا سال کا مجرب مقدس ہر طبقہ اور ہر زمانہ کے حکما کا متفقہ بابرکت علاج چاہتے ہین تو یہ مبارک مرہم اس کارخانہ سے منگائیے جو اسکو خالص اجزا سے تیار کرنیکا ذمہ دار ہے طبی جہان اسکی کامیاب تاثیرات کا ممنون ہے یہ مشہور آفاق مرہم سوائے کارخانہ مرہم عیسی کے دنیا بھر مین اور کہین نہین بنتا **قیمت فی ڈبیہ خورد ۶ر ۔ ۱۲ ار فی ڈبیہ کلان عہ ر**

| | | |
|---|---|---|
| عمدۃ التقویم سنہ ۱۹۱۰ مفت | حکیم محمد حسین اینڈ برادرز مالکان کارخانہ مرہم عیسی نولکھا لاہور سے طلب کرو | رسالہ آئینہ صحت مفت |

Digitized by Khilafat Library

## "ضروری استدعا"

جن جن برادران طریقت کو کسی انگریزی دوائی پیٹنٹ یا غیر پیٹنٹ کی ضرورت ہو یا وہ کوئی انگریزی نسخہ تیار کروانا چاہین اور اپنے مقامی اسٹیشن مین کسی انگریزی دوائی خانہ نہ ہونیکے باعث انہین کسی اور شہر سے ادویات منگانی پڑین تو وہ بجائے کسی اور جگہ لکھنے کے ادویات فراسٹر میڈیکل ہوس پشاور بازار قصہ خوانی سے منگوائین۔ دیکان ہیر کے متعلق انہین نقصان نہین ہے اور دکان کا فایدہ ایک بھائی کی مدد ہے۔ المشتہر خواجہ کمال الدین وکیل پشاور

ضیاء الاسلام پریس قادیان مین باہتمام حکیم مولوی فضلدین صاحب طبع ہوا۔